UNIVERSAL LIBRARY

آدابِ اہلِ مغرب

جسکو

فقیر سیّد افتخار الدّین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے

حسبِ فرمایش

اپنے مہربانوں کے ترتیب دیا

اور

سنہ ۱۹۰۲ء

بحسن اہتمام مولوی سید ممتاز علی صاحب مالک مطبع

رفاہ عام سٹیم پریس لاہور مین چھپایا

قیمت ۸/ جلد ۵۰۰

ڈیڈیکیشن

یہ فقیر اِس حقیر تحفے کو

عالی جناب معلّٰی القاب آنربیل کرنل جے۔ اے۔ ایل منٹگمری صاحب بہادر کمشنر و سپرنٹنڈنٹ قسمت راولپنڈی کے نامِ نامی پر اُن نوازشات بزرگانہ و عنایات مربیانہ کے اظہار میں جو جناب ممدوح اور اُنکے والد صاحب بزرگوار سر رابرٹ منٹگمری بالقابہ مرحوم نے احقر کے بزرگوں پر مبذول فرمائیں ونیز بخیال اُس شفقت کے جو جناب کرنل صاحب ممدوح مجھپر مبذول فرماتے ہیں بہ اجازت خاص جناب محتشم الیہ بصد ادب معنون کرتا ہے۔

فقیر سیّد افتخار الدّین

تمہید

ہماری مہذّب سوسائٹی میں اس وقت تین قسم کے انسان موجود ہیں۔ ایک تو پُرانے فیشن کے بزرگوار جنہیں پابندی وضع کا ہر دم خیال ہے جو کوئی بات وضعداری کے خلاف نہیں کرنا چاہتے اور جو اِس چار دیواری سے باہر نہیں نکلتے۔ اور پُرانے طریق کو چھوڑنا روا نہیں رکھتے۔ ہر چند زمانہ بدل گیا ہے مگر وہ نہیں بدلے۔ اور اس وضع قدیمانہ کو اب تک نبھائے چلے جاتے ہیں۔ وہی کھڑکی دار پگڑی ہے وہی گھیرے دار جامہ اور شروع کا پاجامہ ہے۔ نئے انداز اور نئی روش کو دیکھ کر موہنہ پھیر لیتے ہیں۔ گھر سے باہر نکلتے ہیں تو پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں۔ کھانا کھاتے ہیں۔ بات کرتے ہیں۔ اُٹھتے ہیں۔ بیٹھتے ہیں وہی پرانی رسمیں اور قدیمی تکلفات مدنظر ہیں۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جن کو آزادی کا شیفتہ کہنا نہایت موزون ہوگا۔ اُنکا قول یہ ہے کہ ہر بات میں کامل آزادی ہونی چاہئے۔ قواعد اور ضوابط کی پابندی کو وہ پانؤں میں بیڑی اور ہاتھ میں ہتکڑی سمجھتے ہیں۔ وہ مقررہ رسم اور رواج کی پابندی کو ہرگز پسند نہیں کرتے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہر فرد بشر کو اپنی مرضی کا مالک ہونا لازم ہے جو اسکی عقل میں آئے اور اپنے مفید مطلب سمجھے وہ کام کرے۔ مگر اب تک ان لوگوں نے اپنی وضع بالکل تبدیل نہیں کی۔

تیسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے مشرقی شایستگی کو توحرف غلط سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہے۔ اور ایسا اپنا فیشن بدل لیا ہے کہ گویا وہ بالکل اہل یورپ کی رسم و رواج کے ہاتھ بِک گئے ہیں۔ انگریزی لباس۔ یورپین وضع۔ طریق و عادات کو اختیار کر لیا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے۔ کہ بعض اُن میں سے اہل یورپ کے آداب و قواعد و ضوابط سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ ہم یورپین نگاہوں میں حقیر نظر آنے لگے ہیں۔ اور معرض اعتراض میں آجاتے ہیں +

پہلی جماعت کے لوگ اب بہت کم ہیں۔ دن بدن کم ہوتے جاتے ہیں۔ اور عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ اگر ہم چراغ لیکر ڈھونڈینگے تو بھی یہ پرانے فیشن کے بزرگوار ہمیں نظر نہ آئیں گے۔ اُنھوں نے اپنا وقت اچھا گذار دیا۔ اور وہ جس زمانہ میں پیدا ہوئے تھے اُسی زمانہ کے لایق تھے۔ اور زمانہ اُن کے قابل تھا +

دوسری قسم کے لوگ ہماری رائے میں حد اعتدال سے متجاوز ہیں ۔ اُنھوں نے آزادی کے معنے نہیں سمجھے اگر ان لوگوں نے مِل صاحب کے خیالات اور بین و ہملٹن کی تصنیفات کو پڑھا اور دیکھا ہوتا تو وہ ہرگز لفظ آزادی کی غلط تعبیر نہ کرتے۔ انسان بالطبع مدنی ہے۔ جب تک یہ زندہ ہے اس کو کافہ انام کا دست نگر ہونا پڑتا ہے۔ مدنی ہوکر یہ لازمی ہے کہ وہ دوسروں کی مرضی کا پابند ہو۔ اور چار و ناچار ایٹی کٹ یعنی آداب کو مدنظر رکھے اس موقعہ پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آداب سے کیا مراد ہے۔ ہماری رائے میں اِس اصطلاح کی بہتر اور جامع تعریف یہ ہے کہ یہ وہ مجموعہ قواعد و ضوابط ہے جو شایستہ سوسائٹی میں ہمارے چال چلن اور طریق عمل کا رہنما ہو۔ سوسائٹی نے دسوسائٹی سے مراد ہے کسی ملک کی مجلس شرفا کثرت رائے سے یہ

قواعد مقرر کئے ہیں۔ اور اُن کو اپنی بہبودی اور حفاظت کے لئے دستور العمل قرار دیا ہے۔ پس ہر ایک رکن مجلس کو بجز اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ اُن کی پیروی کرے ؛

تیسری جماعت وہ ہے کہ جس نے نئی روشنی سے بہرہ ور ہو کر آداب فرنگ کو آنکھ کا تارا بنا لیا ہے۔ اس کو انگریزی سوسائٹی سے ملنے جلنے کا اکثر اتفاق ہوتا ہے۔ مگر ان قواعد کی ناواقفیت کی وجہ سے اس جماعت کے متعلقین نہ اِدھر کے رہتے ہیں نہ اُدھر کے۔ بلکہ آداب فرنگ کو اختیار کرنے کے شوق میں وہ خوبیاں مشرقی آداب کی بھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جو شائستگی کی جان ہیں۔ مثلاً مشرقی ادب۔ انکسار۔ محبت اور اخلاق جس کے اہل یورپ بھی ثنا خوان ہیں۔ اُن کے نصیب میں نہیں رہتا۔ اور انگلش سوسائٹی میں وہ نہایت نفرت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔ ہم نے یہ کتاب انہیں اصحاب کی خاطر لکھی ہے۔ اور اس میں ہم نے اپنے تجربے کے مطابق حتے الوسع اُن قواعد و ضوابط کا اظہار کیا ہے جو ان دیسی لوگوں کو جاننے نہایت ضروری ہیں۔ جن کا سابقہ یورپین صاحبان سے پڑتا ہے ؛

اصل مدعا تو یہی ہے۔ لیکن چونکہ اِن قواعد و ضوابط کی بنیاد خواہ وہ یورپین سوسائٹی کے متعلق ہوں یا آداب مشرقی کی جزو ہوں۔ اخلاق انکساری اور تحمل پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آداب اہل مشرق کا بھی ذکر مختصر حسب موقعہ کر دیا جائے۔ کیونکہ ہمیں انگلستان کے مشہور مدبر ملک مسٹر گلیڈسٹون کے الفاظ جو آب زر سے لکھنے چاہئیں کسی طرح نہیں بھول سکتے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو۔ ممکن ہے کہ ہماری بہتر سے بہتر کامیابی میں بھی خوف و خطر کے بیج پنہاں ہو۔ اِس لئے ہمیں

محتاط رہنا چاہیئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قدیمی رسوم و رواج کو مسترو کرنے میں اور نئی روشنی سے بہرہ ور ہونے میں ہم اُس اصول ادب کو نظر انداز کر دیویں۔ جو فرماں برداری کا روح رواں ہے اور جو ہر ایک طریق عمل قائم کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے +

باب اوّل۔ لباس

ایک مشہور مقولہ ہے کہ اَلنَّاسُ بِاللِّبَاسِ یعنے یہ کہ انسان لباس سے ہوتا ہے۔ انسان کا لباس وہ چیز ہے جس سے ہم بادی النظر میں رائے قایم کر سکتے ہیں۔ بقول سعدی علیہ الرحمتہ

ہر کہ را جامہ پارسا بینی
پارسا دان و نیک مرد انگار

ایک انگریزی مصنف لکھتا ہے کہ کئی آدمی صرف اس وجہ سے جلیل القدر رتبہ کو پہنچ گئے ہیں۔ کہ وہ خوش پوش ہیں۔ اور کئی لباس کی طرف توجہ نہ کرنے کے باعث اسامی۔ دولت اور اقرار شادی سے جواب لے چکے ہیں ہم کو چاہیئے کہ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں کہ ہمارا لباس ہماری عمر اور ظاہری حالت کے مطابق ہو۔ انسان خواہ کیسا ہی بدشکل ہو۔ وضعدار لباس اُس کو معزز بنا دیتا ہے۔ انگریزی سوسائٹی میں گوٹہ۔ کناری اور شوخ رنگ کے کپڑے کا استعمال مردوں کے لئے منع ہے۔ مردوں نے سیاہ۔ سفید۔ اور خاکی رنگوں کو اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ اگر ہمیں

انگریزی لباس پہننے کا شوق ہے تو انہیں رنگوں کا پابند رہنا چاہئے۔ اور یہ دل میں اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ لباس کے متعلق اہل یورپ کا بڑا اصول یہ ہے کہ حسب استطاعت کپڑا بیش قیمت ہو مگر زرق برق اور نمایشی نہ ہو۔ اگر ہم غریب ہیں اور ہم کو قیمتی لباس پہننے کی توفیق نہیں ہے تو بیشک کم قیمت کپڑا پہنیں مگر صاف اور ستھرا ضرور ہو۔ اور موزون بھی ہو۔ نہ کہ بے ڈھنگا۔ یہ تجربہ سے معلوم کیا گیا ہے۔ کہ جب ہمارے دیسی بھائی لباس کے بارے میں سخت فروگذاشتیں کرتے ہیں تو اہل یورپ ضرور اُن پر پھبتیاں اوڑاتے ہیں۔ کپڑا جو ہم پہنتے ہیں۔ زیادہ تر یوروپ سے تیار ہو کر آتا ہے۔ اس لئے اس کو استعمال میں لانے سے پہلے۔ ہمیں اتنا ضرور جان لینا چاہئے کہ وہ کس غرض سے تیار ہوا ہے۔ بعض قسم کے پھولدار کپڑے۔ کمرے کے پردوں۔ کوچ کے گدیلوں۔ مونڈھوں کے غلافوں کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ چونکہ ہم اُن کی ماہیت سے واقف نہیں ہوتے۔ اُن کے کوٹ اور صدریاں اور چغے بنا لیتے ہیں۔ اور اس ہیئت کذائی سے اہل یورپ کے روبرو جا کھڑے ہوتے ہیں۔ پس جبکہ ہم کو کسی یورپین جنٹلمین سے ملاقات کرنے کا اتفاق ہو۔ تو سب سے پہلے اپنے لباس کی درستی کی طرف نگاہ کر لینی چاہئے۔ بعض وقت لباس کی غلطی انسان کو نظروں سے گرا دیتی ہے۔ جیسا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک رئیس گھوڑ دوڑ پر گئے۔ اتفاق سے وہاں انگریز اور لیڈیاں کثرت سے موجود تھیں۔ جس وقت لباس پہنے ہوئے یہ رئیس پہنچے۔ لیڈیاں تو گھوڑ دوڑ کا تماشہ بھول گئیں۔ اُن کی طرف دیکھنے اور مسکرانے لگیں۔ اُنہوں نے یہ سمجھا کہ کوئی بہروپیا یا سوانگ آگیا ہے اُس وقت لباس آپ کا یہ تھا۔ کہ ململ کا پورا تھان تو سر پہ بندھا ہوا تھا۔ گلے

ہیں ڈیوک آف کناٹ قمیص۔ اونچا کالر۔ سرخ نکٹائی۔ قمیص پر صدری۔ اور صدری پر دریائی کا کوٹ تھا۔ کوٹ پر آپ نے ایک پٹی جیسی کہ اکثر جمعداروں کی ہوتی ہے۔ کمر میں لگائی ہوئی تھی۔ جسم کے نچلے حصہ میں برجز اور لانگ بوٹ تھا۔ مگر برجز کے اندر دیسی پائے جامہ پہنا ہوا تھا۔ جس کا سرخ ریشمی آزار بند برجز کے باہر لٹکایا ہوا تھا۔ لانگ بوٹ کے باہر ایک انچہ چوڑا سرخ اور سبز زرکار حاشیہ تھا۔ ہاتھ میں ایک بیش قیمت چھڑی۔ آنکھوں پر سبز عینک۔ اور مونہہ میں چرٹ تھا۔ اِدھر اُدھر ٹہل رہے تھے۔ کیا یہ لباس انسان کو قابل وقعت ظاہر کرتا ہے۔ اہل یوروپ سے ملنے کے وقت یا تو بالکل دیسی لباس۔ یا سارا انگریزی لباس پہنو۔ البتہ انگریزی ٹوپی اس قاعدہ سے مستثنےٰ ہے۔ ہم نے لکھا ہے۔ کہ لباس میں سادگی اور ستھراپن ہونا چاہئے۔ سادگی سے ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ پگڑی طوق گلو ہو گئی ہو۔ بٹن کھلے ہوں۔ اور جراب کی ایڑیاں ٹخنوں کے ہمردیف ہوں۔ یا سادگی کے وہ معنے ہوں جو ایک معزز جوڈیشل افسر نے لئے تھے۔ آپ ایک دفعہ کمشنر صاحب کی ملاقات کو گئے۔ راہ میں فرمانے لگے کہ کہیں ہمیں کمشنر صاحب بانکا نہ خیال کریں۔ ذرا اپنی وضع اور لباس کو سادہ بنا لینا چاہئے۔ چنانچہ آپ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ کوٹ کے اوپر کے دو بٹن کھول دیئے۔ پھر دستار مبارک پر جو اچھی خاصی بندھی ہوئی تھی۔ دو تھپڑ اس زور سے جڑے کہ وہ پچک گئی۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دیسی لوگوں کا انگریزی لباس پہننا اہل یورپ پسند نہیں کرتے۔ ہمارا اس سے اتفاق نہیں ہے۔ وہ انگریزی لباس کو دیسیوں کے جسم پر بُرا نہیں سمجھتے بُرا تو اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ دیسی

اُس کو بے تمیزی سے استعمال کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض کباڑیوں کی دُکان سے پرانے کپڑے پہن لیتے ہیں اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ وہ اِن کے جسم پر ٹھیک نہیں ہیں۔ ایسی حرکات سے وہ انگشت نما ہوتے ہیں۔ ہم دیسیوں میں خرابی یہ ہے کہ ہم کسی ایک وضع کو اختیار نہیں کرتے ہمکو دو باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اوّل یہ کہ اگر ہم نے انگریزی لباس اختیار کرنا ہے۔ تو سوائے ٹوپی کے سارا لباس انگریزی ہو۔ اور دیسی پسند ہے تو دیسی ہو۔ آدھا تیتر آدھا بٹیر۔ انگریزی سوسائٹی میں عیب سمجھا جاتا ہے۔ دویم یہ کہ انگریزی لباس ہر موقع اور ہر محل کے لئے جدا جدا ہے۔ اگر ہمیں توفیق ہے تو انگریزی لباس استعمال کریں۔ مگر پوری پابندی کے ساتھ۔ صبح کا لباس علیحدہ ہو۔ سواری کا علیحدہ۔ ٹینس اور کرکٹ کا جُدا۔ شام کا علیحدہ ہو۔ غرضیکہ ہر موقع پر انگریزوں کے دستور کے موافق لباس پہننا چاہئے۔ چونکہ پنجاب میں اکثر صبح کے وقت حکام سے ملاقات کی جاتی ہے۔ اِس لئے مفصلہ ذیل لباس ہمارے خیال میں نہایت موزوں معلوم ہوتا ہے۔

سفید بے داغ سوتی قمیض۔ نفیس کالر۔ رنگ دار ریشمی نکٹائی۔ سیاہ رنگ کے کپڑہ کا کوٹ اور سیاہ یا سفید واسکٹ۔ جو صبح کے لئے مخصوص ہیں۔ یا فراک کوٹ۔ مگر کوٹ چھوٹا نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اکثر اوقات اس کا استعمال ترک ادب سمجھا جاتا ہے۔ کوٹ میں بٹن شوخ رنگ والے نہیں لگانے چاہئے۔ کہ وہ نازیبا معلوم ہوتے ہیں۔ بلکہ کوٹ کے کپڑا کے ہمرنگ ہونے چاہئیں۔ پتلون کسی ہلکے رنگ کے کپڑے کی مثلاً آسمانی یا خاکی۔ لیکن گلابی۔ پیازی۔ کاسنی۔ لاہی۔ جوزی وغیرہ رنگ جائز نہیں ہیں گرمی کے موسم میں۔ کالیکو۔ کشمیر کلاتھ۔ سمر ٹوئیڈ۔ ٹسر۔ ساٹن زین۔ اور رجاڑ تسے ہیں

سیاہ بنات۔ سرج۔ کوٹننگ۔ عمدہ کشمیرا۔ فلالین سفید اور ٹینس فلالین استعمال ہو سکتے ہیں۔ بوٹ سیاہ ہو۔ جیب میں رومال سفید ریشمی ہو۔ یا لمزخ کا۔ مگر صاف اور بے داغ ہو۔ بعض لوگ ریشمی رومال سجاوٹ کے لئے کوٹ کی جیب سے باہر نکال رکھتے ہیں۔ اس میں ایک دکھاوا پایا جاتا ہے۔ اس لئے یہ ناجایز ہے۔ حکام کے ساتھ ملاقات کرنے کے وقت گلوبن کے ساتھ پھول لٹکانا داخل گستاخی ہے۔ لیکن اگر کسی ہم رتبہ اور بے تکلف یورپین دوست کی ملاقات کو جانا ہو۔ تو شاید پھول لٹکانے اور چھوٹا کوٹ پہننے میں مضایقہ نہ ہوگا۔ بعض لوگ رومی ٹوپی پہن کر اہل یورپ کے روبرو چلے جاتے ہیں۔ اس ٹوپی کے استعمال کرنے کا بھی مضایقہ نہیں۔ لیکن بارہا دیکھا گیا ہے کہ اس قسم کی ٹوپی کے نیچے کا حصہ کثرت استعمال کے باعث تیل کی چکناہٹ سے بدرنگ اور میلا ہو گیا ہوتا ہے۔ ایسی میلی ٹوپی کو سر پر رکھکر نہیں جانا چاہئے۔ یقیناً کلاہ اور لونگی کا سر پہ باندھنا نہایت موزون ہوگا۔ انگریزی لباس کے ساتھ حنا مالیدہ ریش نہیں ہونی چاہئے اگر انگریزی لباس کا شوق ہے تو یا ریش کو منڈا دینا چاہئے۔ یا اُس میں تصرف نہیں کرنا چاہئے۔ اگر سفید ہے تو سفید ہی سہی۔ داڑھی کو حنا لگانا انگریزی آداب کے خلاف ہے۔ بعض دیسی لوگ جب انگریزی لباس پہنتے ہیں۔ تو اُس کے ساتھ خواہ مخواہ چشمہ یا عینک محض فیشن کے لحاظ سے استعمال کرتے ہیں۔ اور چرٹ کا مونہہ میں ہونا جزو لباس سمجھتے ہیں۔ یہ سراسر غلطی ہے عینک ہرگز جزو لباس نہیں ہے۔ بلا ضرورت عینک لگانا انگریزی سوسائٹی میں بھی ایک قسم کا تصنع سمجھا جاتا ہے۔ دیسی لوگ عینک کا استعمال بھی غلط طریقہ سے کرتے ہیں وہ اکثر سبز عینک آنکھوں پر لگاتے ہیں۔ یہ یاد

رکھنا چاہئے۔ کہ سبز عینک خلاف فیشن ہے۔ سبز رنگ کی عینک پادری لوگ
یا مدرسہ علم الٰہیات کے طالب علم استعمال کرتے ہیں۔ البتہ جب آنکھیں دُکھتی
ہوں تو مضایقہ نہیں۔ آج کل کا فیشن یہ ہے کہ یا آسمانی یا دھوئیں کے رنگ
کی عینک استعمال کی جاوے۔ اگر استطاعت ہے تو سونے کا فریم عینک
کا ہو۔ ورنہ چاندی یا سٹیل کا۔ اس موقع پر دیسی لباس کا بھی ذکر ضروری
ہے۔ ہم کوئی خاص طریقہ استعمال اس کا نہیں بتلا سکتے۔ کیونکہ ہر صوبہ میں
اکثر مقامات اور شہروں کا لباس علیحدہ علیحدہ ہے۔ البتہ اتنا جتلا دینا ضروری
سمجھا جاتا ہے کہ دھوتی باندھ کر اہل یورپ اور خصوصاً لیڈیوں کے رو
برو جانا سخت معیوب ہے۔ پائجامہ خواہ چوڑی دار ہو یا اریبی یا شرعی۔
خواہ از قسم شلوار ہو۔ یہ سب جائز ہیں۔ مگر کلی دار غرارہ کو پہن کر یورپین سوسائٹی
میں پیش ہونے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ کُرتا ایسا باریک نہ ہو کہ اس میں سے
بدن نظر آئے۔ اگر کرتہ پر صدری ہو تو اچھا ہے۔ انگرکھا۔ چپکن۔ اچکن۔
چغہ۔ لمبا کوٹ جو گھٹنوں سے نیچے لٹکتا ہو۔ سب روا ہیں۔ سر پر کلاہ اور
لُنگی یا کلاہ اور ململ کا سفید منڈاسہ۔ یا خالی دستار۔ یا عرق چین کی ٹوپی پر
سفید ململ کی پگڑی یا شسر کا صافہ بہ نسبت ٹوپی کے زیادہ موزون ہیں۔
ننگے پاؤں یعنی بلا جراب یورپین صاحبان کے روبرو اور خصوصاً لیڈیوں کے
سامنے جانا سخت ممنوع ہے۔ دیسی جوتی۔ خواہ کیسی ہی قیمتی ہو۔ ضرور
دروازہ کے باہر برآمدے میں اُتار دینی چاہئے۔ اور مزید احتیاط اگر
منظور ہو۔ تو انگریزی جوتہ بھی باہر اُتار دو۔ اکثر یورپین صاحبان اسکو داخل
ادب سمجھتے ہیں۔ اور جوتہ کا اوتار دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جب
انگریز تعظیماً ٹوپی اوتار لیتے ہیں۔ اور اُن کے ذہن نشین ہو گیا ہے کہ ہمارا جوتہ

اُتارنا داخل بے ادبی ہے - تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ دیسی کیوں جوتہ نہ اوتاریں کو واجبی طور سے اگر دیکھا جاوے تو یہ ایک غلط فہمی واقع ہوئی ہے صاحبان یورپین کا اعتراض یہ ہے کہ جب ہم دیسی اپنے مکانوں کے کمروں میں جانے سے پہلے جوتہ اوتار لیتے ہیں تو کیوں اُن کے کمروں میں ساتھ لے جاویں لیکن اصل بات پہلے اُن پر غالباً ظاہر نہیں کی گئی - ہم اپنے کمروں میں جوتہ اس واسطے نہیں لے جاتے - کہ ہماری نشست فرش پر ہے اور ہم اس کو ناپاک کرنا نہیں چاہتے - اور برخلاف اس کے انگریزی کوٹھیوں میں نشست کسی طرح سے بھی زمین پر نہیں ہے - فرش صرف ایک سجاوٹ ہے - پس اگر بوٹ صاف اور ستھرا ہو - تو اس کے اندر لے جانے سے ہرج ہی کیا ہے - البتہ اگر بوٹ میں کوئی میلی چیز لگی ہوئی ہو - تو دروازہ سے باہر اس کو پائنداز پر رگڑ لینا چاہئے ؛

اِس باب کے اخیر میں یہ بھی کہنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ یہ امر لازمی نہیں ہے کہ ہماری وقعت سوائے تبدیل لباس کے بڑھ نہیں سکتی بیشمار نظیریں اس وقت موجود ہیں - جو بلحاظ اپنے اوصاف اور قابلیتوں کے شہرہ آفاق ہیں - اور ان کے جوہر شمشیر آبدار کی طرح سادہ نیاموں سے پھوٹ پھوٹ کر نکلتے ہیں - ہمارا اپنا دیسی لباس بُرا نہیں - اسمیں خواہ نخواہ تصرف کرنا غیر ضروری سا معلوم ہوتا ہے ؛

باب دوئم

ملاقات

پیشتر اس کے کہ ہم ملاقات کے باب کو شروع کریں۔ یہ جتا دینا نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ملاقات ہمیشہ دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک میں تو مہمان کو کوئی خاص غرض میزبان سے نہیں ہوتی۔ اُس کو معمولی ملاقات کہتے ہیں۔ دوسری وہ ملاقات ہوتی ہے جسمیں ملاقاتی کسی خاص مطلب یا غرض کے لئے ملنے جاتا ہے۔ اس باب میں دونوں قسم کی ملاقات کی نسبت ہم تفصیل کے ساتھ لکھتے ہیں +

قسم اوّل۔ جب وقت ہم کسی یورپین کے ہاں ملاقات کے لئے جائیں تو اگر ہم گاڑی میں سوار ہیں۔ تو گاڑی میں بیٹھے بیٹھے۔ اور اگر پیادہ ہیں تو برآمدے میں کھڑے ہو کر اندر ایک ملاقاتی کارڈ بھیج دیں۔ اگر ہم نے کسی یورپین جنٹلمین کو ملنا ہے تو ایک ہی کارڈ کافی ہے۔ اگر اس کی اہلیہ کو بھی ملنا ہے۔ تو دو کارڈ اندر بھیجنے چاہئیں۔ آج کل یہ فیشن ہے کہ کارڈ سادہ ہو۔ اور اس پر بیل بوٹے نہ ہوں۔ بازار میں جس ملاقاتی کارڈ بکتے ہیں۔ اس لئے زیادہ تشریح کرنی فضول ہے۔ کارڈ پر سیاہ حروف میں نام چھپا ہوا ہونا چاہئے سنہری حروف آج کل کے فیشن میں جایز نہیں ہیں۔ بہتر تو یہی ہے کہ کارڈ قلمی لکھا ہوا ہو۔ ملاقاتی کارڈ پہ اپنا نام اور جس خطاب سے ہم پکارے جاتے جاتے ہیں ضرور ہونا چاہئے۔ مثلاً مرزا سلطان احمد۔ سردار ہرچرن سنگھ

شیخ عمر بخش - خان بہادر ڈاکٹر رحیم خان - راجہ سورج کول سی - آئی - ای وغیرہ - اگر ہم آنریبل ہیں - تو آنریبل کا لفظ نہ لکھیں - خطابوں میں صرف یہ ایک ہی خطاب ہے جو ملاقاتی کارڈ پر نہیں لکھا جاتا - بعض ہم دیسی لوگ اپنے نام کے پہلے مسٹر لکھتے ہیں - یہ قطعًا جایز نہیں ہے - اگر ہم کسی یونیورسٹی کے گریجوایٹ مثلًا بی - اے یا ایم - اے یا ایم - بی وغیرہ ہیں تو نام کے آگے ملاقاتی کارڈ پر ڈگری نہ لکھنی چاہئیے - لیکن اگر کسی ایسے یورپین سے ملاقات کرنی ہو - جو ہمارا واقف نہیں ہے تو اس صورت میں شاید ایسی ڈگری کا لکھنا جس سے پیشہ ظاہر ہو - مثلًا ایل - ایل - بی - یا ایم - بی جایز ہوتا ہے جیسے شیخ شاالہ ایل - ایل - بی ملاقاتی کارڈ پر اپنا پتہ لکھدینا بھی مناسب ہے لیکن پتہ ہمیشہ بائیں ہاتھ کی طرف نیچے کے کونہ میں لکھنا چاہئیے - نام سے اوپر پتہ ہرگز نہیں لکھنا چاہئیے - اگر ہم سے ملاقات کا وقت مقرر ہو چکا ہے - تو کارڈ پر انگریزی میں - بائی اپائنٹ منٹ (By appointment) کے الفاظ بے شک لکھدینے چاہئیں - اگر ہمارے پاس کارڈ نہ ہو - تو ایک صاف سفید کاغذ لیکر اُس پر اپنا نام اور پتہ تحریر کر دیں - اگر لیڈی سے ملاقات مقصود ہے - تو کارڈ کے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا - کسی شخص کے گھر میں بغیر اطلاع جانا واقعی پرلے درجہ کی نادانی ہے - اگر کسی سے ہماری بے تکلفی ہے تو اس صورت میں بھی پہلے دروازہ کھٹکھٹا کر اُس کو خبردار کر لیویں پھر اندر قدم رکھیں +

اگر وہ جنٹلمین یا لیڈی جس کی ملاقات کے لئے ہم گئے ہیں - بیمار ہو - یا اُس کو فرصت ملاقات نہ ہو - یا گھر پر موجود نہ ہو تو اپنا کارڈ چھوڑ کر واپس چلا آنا چاہئیے - لیکن اگر ہمارا ارادہ پھر ملاقات کرنے کا ہے - اور پہلے زیادہ ملاقات نہیں ہے تو بہتر یہی ہے کہ کارڈ نہ دیویں - اور پھر دوبارہ ملاقات

کے لئے چلے جاویں ؛

اگر ہم کسی یورپین کے ہاں ملاقات کو جائیں اور ڈیوڑھی پر کوئی چپراسی یا خدمتگار نہ ہو تو ہم کو چاہیئے کہ آہستہ آہستہ بہرہ یا دربان کو بلا دیں۔ بلند آواز سے کسی خدمتگار کو بلانا یا کھڑے ہو کر چلانا ممنوع ہے۔ جب ہمارا کارڈ اندر پہنچ جائے۔ اور بہرہ یا اردلی ہم کو آکر کہے۔ کہ صاحب سلام دیتے ہیں۔ تو ہم خراماں خراماں اندر جاویں۔ ایسا بارہا دیکھا گیا ہے کہ اندر سے اردلی نے آکر کہا کہ تشریف لے چلئے۔ بس اُس کا یہ کہنا تھا۔ کہ ملاقاتی کے ہوش اُڑ گئے فوراً اُٹھے اور ایسی بدتمیزی سے گھبرائے ہوئے کمرے کی طرف بڑھے کہ دروازہ سے شانہ نے ٹکر کھائی۔ اور دھم کی آواز آئی۔ پھر میز سے گھٹنہ اس زور سے لگا کہ ملاقاتی کا درد سے دم بند ہو گیا۔ اور صاحب گھبرا کر باہر نکل آئے۔ غرض نہایت تمیز اور سلیقہ کے ساتھ ملاقات کے کمرے میں جانا چاہیئے۔ اگر ہمارے ہاتھ میں چھڑی یا چھتری ہے تو اُسے باہر چھوڑ دیویں۔ لیکن وہاں جاتے ہی کرسی کی طرف نہیں بڑھنا چاہیئے۔ ذرا صبر کریں اور جس وقت میزبان جس کی ہم ملاقات کو گئے ہیں۔ کہے تو چوکی پر مؤدب ہو کر بیٹھ جاویں۔ مگر اس طرح نہ بیٹھیں کہ ہمارے پیچھے ساری کرسی خالی ہو۔ اور ہم کنارے پر بیٹھے ہوئے ہوں۔ اُٹھنے سے پہلے مختصر طور پر شکریہ ادا کرنا لازم ہے۔ کمرہ ملاقات میں جا کر ہاتھ ملانے۔ یعنی مصافحہ کرنے میں کبھی پہل نہیں کرنی چاہیئے۔ جس وقت وہ ہمارے ہاتھ میں ہاتھ دے تو صرف انگلیاں پکڑنے پر اکتفا نہ کریں۔ بلکہ سارا پنجہ اپنے پنجہ میں لیکر نہایت گرمجوشی سے مصافحہ کریں۔ اور آہستہ سے ہاتھ کو ہلائیں۔ اگر میزبان اور اس کی بیوی دونوں موجود ہوں۔ تو پہلے لیڈی کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور پھر جنٹلمین کی

طرف اکثر ایسا دیکھا ہے کہ بعض ہم دیسی جب یورپین کے روبرو پیش ہوتے ہیں تو دونوں ہاتھ باندھ کر پیٹ پر رکھ لیتے ہیں۔ گردن کو اسطرح جھکا دیتے ہیں گویا مراقبہ میں ہیں آنکھ اُٹھا کر اوپر نہیں دیکھتے۔ اگر کسی سوال کا جواب دیتے ہیں تو اس طرح آہستہ سے کہ میزبان کے کان تک بمشکل آواز پہنچتی ہے اور کئی دفعہ تو مطلب سمجھنے کے لئے سوال کو دوہرانا پڑتا ہے۔ بعض ایسا بھی کرتے ہیں کہ زیادہ انکسار دکھانے کے لئے۔ ایک ٹانگ خم کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان تمام حرکات کو یورپین لوگ نہایت بُری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اس قسم کے اظہار انکسار سے ہرگز خوش نہیں ہوتے۔ اگر ہم نے کھڑا ہونا ہے تو سیدھے کھڑے ہو جاویں۔ ہمارے دونوں ہاتھ ہرگز شکم کے محافظ نہ بننے چاہئیں۔ بلکہ یہ خیال رکھیں کہ وہ قدرتی طور پر لٹک رہے ہیں۔ لاتیں سیدھی رکھیں۔ گفتگو اس طرح پر کریں کہ دوسرا آدمی بخوبی سن سکے موہنہ بنا بنا کر چڑ چڑ باتیں کرنا معیوب ہے۔ اور خوشامد کے مارے دانت نکال کر زمین پر نہ بچھتے جاویں۔ سرکاری کام کے وقت چہرہ بالکل سنجیدہ رکھنا چاہئے۔ اور اگر ادھر ادھر کی باتیں ہوں تو چہرہ پر ایک قسم کا تبسم اور پیشانی کشادہ رہنی چاہئے۔ جس وقت ہمارا میزبان ہمیں چوکی دے تو شکریہ ادا کر کے سیدھے بیٹھ جاویں۔ لاتوں کو چوکی کے نیچے نہ لے جاویں۔ ایک لات دوسری لات پر نہ رکھیں۔ اپنے میزبان کی طرف متوجہ رہیں۔ اور کمرے کے سازو سامان کی پڑتال نہ شروع کر دیں۔ بعض ہم دیسی حکام سے ہاتھ ملانے کے وقت اس قدر جھک جاتے ہیں۔ کہ جیسے رکوع میں مشغول ہیں۔ یہ حرکت نازیبا ہے۔ معمولی طور پر تھوڑا سا گردن کو جھکا دینا کافی ہے۔ ہنگام گفتگو غایت درجہ کی کسر نفسی اور خوشامد ناجائز

ہے ہمیشہ مردانہ وار گفتگو کرنی چاہئیے۔ البتہ پاس ادب کو ہاتھ سے نہ دینا
چاہئیے۔ بسا اوقات گفتگو خود ہی اپنے آپ کو غیر معتبر ثابت کر دیتی ہے۔
یعنی جب ہم گفتگو کرتے ہیں تو ساتھ ساتھ اپنی باتوں کے متعلق شہادت بھی
پیش کرتے جاتے ہیں۔ مثلاً اگر ہم یہ ذکر کرینگے کہ ہم نے کل ایک ہرن کا
بڑے فاصلہ سے شکار کیا۔ تو ساتھ ہی یہ بھی کہ دینگے کہ ہمارے ساتھ فلاں
ملازم بھی تھا اُس سے بیشک دریافت کر لیجئے یا اگر کہیں گے کہ ہم نے کل
کچہری کا کام رات کے آٹھ بجے تک کیا تو ساتھ ہی مسلخوان کا بطور گواہ نام
لے دینگے۔ ایسی باتیں راوی اور شاہد دونوں کو نامعتبر ٹھہرا دیتی ہیں۔ ہم
لوگوں میں ایک یہ بات بھی قابل اعتراض ہے کہ جب ہم کسی ماتحت کی
شکایت حکام سے کرنے لگتے ہیں تو اپنے دوسرے ماتحتوں کو بطور گواہ
پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس قسم کی گفتگو سے ہمارے اپنے اعتبار میں
فرق آجاتا ہے۔ یورپین حکام ایسے شخص کو جسے حفظ مراتب یا اپنی ذات
پر اعتبار نہیں۔ قابل توقیر نہیں سمجھتے۔ یورپین لوگوں کے ساتھ گفتگو کرنے
کے وقت ہم دیسی لوگ نہ تو صرف انگریزی بولتے ہیں نہ صرف اُردو۔
بلکہ دونوں زبانوں کو اِس طرح خلط ملط کرتے ہیں کہ یورپین صاحب گھبرا
جاتے ہیں۔ اس قسم کی گفتگو کرنے سے احتراز کرنا چاہئیے۔ اور ہم کو چاہئیے
کہ اپنے نام کی دیسی طرز نہ بدلیں۔ وہی رہنے دیں۔ ہم دیسیوں
کو خیال رکھنا چاہئیے کہ جب یورپین لوگوں سے ملنے کو جائیں تو سلیس اُردو
میں گفتگو کریں۔ یا انگریزی میں۔ انگریزی میں اردو۔ اور اردو میں انگریزی
ہرگز نہیں ملانی چاہئیے۔ جب ہم کسی یورپین حاکم کے روبرو پیش ہوں تو
پہلے دیکھنا چاہئیے کہ وہ کس زبان میں گفتگو شروع کرتے ہیں۔ جس زبان

میں وہ گفتگو کریں۔اسی میں جواب دینا چاہئیے۔اگر وہ اردو بول رہے ہیں تو ہم کو ہرگز انگریزی بولنے کی جرات نہ کرنی چاہئیے۔ملاقات میں میزبان کے گھر کے حالات دریافت کرنے کی کبھی کوشش نہ کرنی چاہئیے۔یعنی ہم دیسیوں کا دستور ہے کہ جب کسی یورپین سے ملنے جاتے ہیں تو اس کی تنخواہ۔اس کی عمر یا سرکاری معاملات کی تحقیقات شروع کر دیتے ہیں اس بات کو یورپین بہت برا جانتے ہیں۔اگر کوئی یورپین ہم کو کوئی تحفہ دے تو اس سے ہمیں یہ ہرگز ہرگز نہیں پوچھنا چاہئیے کہ یہ کتنے کا ہے۔مثلاً اگر کوئی یورپین ہمیں گھڑی انعام دے۔تو یہ کبھی نہیں کہنا چاہئیے کہ صاحب آپ نے یہ گھڑی کتنے کو خریدی تھی +

یورپین صاحبان کا وقت بہت قیمتی ہوتا ہے اگر کوئی دیر تک بیٹھا رہے تو یہ دق ہو جاتے ہیں۔اگر ہم کسی یورپین سے ملنے کو جائیں تو عموماً زیادہ سے زیادہ دس منٹ تک اُس کے پاس بیٹھیں۔اور پھر رخصت لیکر چلے آویں۔میزبان کو ہرگز اس بات کا موقع نہ دیویں کہ وہ خود ہمیں کہے اچھا رخصت اگر ہمیں کوئی خاص مطلب ہے تو اظہار مطلب صاف اور شائستہ الفاظ میں فوراً کرنا چاہئیے۔لمبی چوڑی تمہید کے بعد اظہار مطلب کرنے سے یورپین چڑ جاتے ہیں۔بعض ہم دیسیوں کا دستور ہے کہ آئے دن یورپین صاحبان سے ملاقات کرنے کو چلے جاتے ہیں۔یورپین اس سے خوش نہیں ہوتے۔اگر بڑی جلدی کسی یورپین کے ہاں جانا چاہیں تو مناسب یہ ہے کہ دو ماہ میں ایک دفعہ جائیں۔اور سہ ماہی میں ایک ملاقات نہایت مناسب ہے +

اگر کسی کرنیل یا جرنیل یا ڈاکٹر سے ملنا ہے تو اُن کو محض کرنیل یا جرنیل

یا ڈاکٹر کے الفاظ سے مخاطب نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ عہدہ کے ساتھ نام کو بھی شامل رکھنا چاہئے۔ مثلاً اگر کرنل مارشل یا کرنیل پارکر سے گفتگو کر رہے ہیں تو ہم اُن کو صرف کرنل کہکر مخاطب نہ کریں۔ بلکہ کرنل مارشل یا کرنل پارکر کہکر پکاریں۔ اگر کسی شخص کی چٹھی کے ذریعہ کسی یورپین سے ملاقات کرنی ہے تو بہتر یہ ہے۔ کہ پہلے وہ چٹھی بذریعہ ڈاک اُس یورپین کے پاس بھیج دیویں۔ تاکہ وہ ہماری ملاقات کے لئے تیار ہو جائے۔ اگر یہ منظور نہ ہو تو کارڈ کے ساتھ پہلے وہ چٹھی اندر بھیج دینی چاہئے۔ بعض لوگ اس قسم کی چٹھی دستی دیتے ہیں۔ مگر یہ دستور خلاف قاعدہ ہے۔ اگر جناب وایسرائے یا لفٹنٹ گورنر کے نام کی چٹھی ہے۔ تو یہ چٹھی اُن کے پرائیویٹ سکرٹری کے حوالہ کر دینی چاہئے۔

اگر ہم نے کسی یورپین سے ملنا ہے۔ جو سفر میں ہے۔ اور کسی اور یورپین کے مکان پر ٹھہرا ہوا ہے تو اپنے کارڈ پر اُس یورپین کا نام لکھ دینا چاہئے۔ جس سے ہم ملنا چاہتے ہیں۔ مثلاً اگر مسٹر سمتھ ڈاکٹر برون کے مکان پر ٹھہرا ہوا ہے۔ اور ہم نے مسٹر سمتھ سے ملنا ہے۔ تو پنسل سے کارڈ پر لکھ دیں فار مسٹر سمتھ

اگر ہم کسی زیادہ عرصہ کے لئے اسٹیشن چھوڑنے لگے ہیں تو الوداعی ملاقات کے وقت اپنے کارڈ پر پی۔ پی۔ سی (P. P. C.) حروف لکھ دیں یہ ایک فرانسیسی فقرہ ہے جس کے معنے ہیں رخصت لینے کے لئے۔ ملاقاتی کارڈ بذریعہ ڈاک بھی نہیں بھیجے جاتے۔ بیمار کی تیمارداری کے متعلق دیسیوں اور انگریزوں کے رواج میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ دیسیوں میں دستور ہے کہ جب کہیں کوئی رشتہ دار یا دوست بیمار ہو جاتا ہے تو دوست اور رشتہ دار اُس کی چارپائی گھیر لیتے ہیں۔ اور اگر خبر گیری کو نہ آئیں تو بیمار نار اض

ہوجاتا ہے اور تمام عمر کا شکوہ رہتا ہے۔ انگریز لوگ بیماری کی حالت میں تنہا رہنا چاہتے ہیں۔ اور ہرگز ہرگز بیماری کی حالت میں کسی سے نہیں ملتے پس اگر کسی یورپین کو کوئی تکلیف ہو۔ یا وہ بیمار ہو۔ اور ہم اُس سے ہمدردی کرنا چاہیں تو اُس کے مکان پر جاکر ملنے کی خواہش نہ کریں۔ بلکہ کارڈ پر ٹو انکوائیر یعنی خبرگیری کے لئے لکھ کر وہاں چھوڑ آویں۔ جب مریض اچھا ہو جاوے گا تو وہ ہمارا شکریہ بطرز مناسب ادا کردے گا۔ شکریہ ادا کرنے کا عام دستور یہ ہے کہ مریض اچھا ہوکر اپنا کارڈ بھیجتا ہے۔ اور اُس پر لکھا ہوتا ہے +

(I Thank you.) یعنے آپ کا شکریہ۔

ملاقات قسم دوئم۔ جس کے لئے بہتر یہ طریق ہے کہ پہلے چٹھی لکھ کر وقت مقرر کیا جائے۔ اور جب وقت مقرر ہو جاوے تو پابندی وقت کا لحاظ ہمیشہ رہے۔ اس موقع پر یہ جتلا دینا نہایت ضروری ہے کہ اس قسم کی ملاقات میں ہرگز ہرگز لمبی چوڑی تعریف اور تمہید کے بعد حرف مطلب زبان پر نہیں لانا چاہئے۔ بلکہ جو مدعا ہو وہ فوراً مناسب پیرائے میں عرض کردینا لازم ہے۔ بعض ہم دیسیوں کا یہ دستور ہے کہ اِدھر اُدھر کی باتیں شروع کر دیتے ہیں اور بیچ میں مطلب کی بات اس طرح کہتے ہیں۔ جیسا کہ اتفاقیہ اِس بات کا خیال آگیا ہے یورپین اس بات کو فوراً بھانپ لیتے ہیں اور دل میں بہت پیچ وتاب کھاتے ہیں +

بعض ہم دیسیوں کا دستور ہے کہ جب دو انگریز آپس میں باتیں کرتے ہوں تو اُن کے اِس قدر قریب چلے جاتے ہیں کہ اُن کی گفتگو ہم سُن سکتے ہیں۔ یہ نامناسب حرکت ہے۔ ایسے موقعہ پر اس قدر فاصلہ پر ہمیں کھڑا رہنا چاہئے کہ اُن کی آواز ہمارے کان تک نہ آئے۔ جب وہ ہم کو بلائیں

تو بیشک قریب چلے جاویں۔ اگر ہم کسی انگریز کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہیں تو گھوڑے کو اتنا پیچھے نہ رکھیں۔ کہ صاحب بہادر کو ہم سے بات کرنیکے لئے بار بار پیچھے لوٹنا یا دیکھنا پڑے۔ اور تکلیف ہو۔ اور یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ ہم کان سے کان ملاویں۔ جب ہم گھوڑا کسی یورپین صاحب کے ساتھ دوڑائیں۔ تو یہ ضرور احتیاط رکھنی چاہئے کہ صاحب کے پیچھے ایک خط مستقیم میں گھوڑا نہ دوڑے۔ ممکن ہے کہ اُس کا گھوڑا ناخن دے۔ یا سیخ پا ہو کر سوار کو گرادے اور ہمارا گھوڑا اس کو پائمال کردے۔ پس ہمیشہ یورپین کے دائیں یا بائیں رہنا چاہئے۔ جب ہم کسی یورپین افسر کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوں تو اُس وقت دور دراز کے خیالات میں غرق یا معاملات خانگی میں محو نہ ہو جاویں۔ بلکہ اُس مضمون کو مدنظر رکھیں جس کے متعلق ہم کو یقین ہے کہ یورپین صاحب ہم سے کچھ پوچھیں گے۔ اگر ہم متفرق خیالات میں پڑ جاویں گے تو جواب دینے میں ضرور دیر ہوگی۔ اور بعض نازک حکام ضرور چڑ جاویں گے ✣

باب سویم

ہاتھ ملانا یعنی مصافحہ

یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ ہم دیسی اکثر اوقات اس میں سخت غلطیاں کر بیٹھتے ہیں جب ہم کسی یورپین کے روبرو پیش ہوتے ہیں۔ یا ہم کو کسی لیڈی

سے انٹروڈیوس کیا جاتا ہے تو ہم فوراً اپنا ہاتھ پھیلا دیتے ہیں اور زبردستی دوسرے شخص کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یورپین جنٹلمین تو اکثر اس سے درگذر کر جاتے ہیں مگر یہ حرکت لیڈیوں کو نہایت ناگوار گزرتی ہے۔ اور وہ اکثر ناراض ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ ایک عہدہ دار سرکار جو انگریزی دان تھے اور ولایت سے بھی ہو آئے تھے ایک بڑے عہدہ دار کا خط لیکر ایک ریاست میں جو جنوبی ہندوستان میں واقع ہے رزیڈنٹ صاحب سے ملنے کو گئے۔ یہ رزیڈنٹ اتفاق سے نہایت عالی دماغ یورپین تھے۔ عہدہ دار صاحب جب اُن کے روبرو پیش ہوئے تو جاتے ہی ہاتھ پھیلا دیا۔ مگر رزیڈنٹ نے فوراً ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔ اور کہا کہ ہم کو ہاتھ ملانے کی عادت نہیں ہے۔

یہ روکھا پھیکا جواب سُن کر عہدہ دار صاحب نہایت شرمندہ ہوئے اور اپنا سا مُنہ لیکر رہ گئے۔ ایک اس عہدہ دار پر کیا موقوف ہے۔ ہم نے بارہا دیسی رؤسائے کو دیکھا ہے کہ وہ ناواقفیت آداب کی وجہ سے ایسے موقعوں پر اکثر شرمندہ ہوتے ہیں۔ یورپین سوسائٹی میں یہ دستور ہے کہ جب دوسرا شخص اپنے سے رتبہ میں بڑا ہو۔ تو اس بات کا انتظار کرنا چاہئے کہ ہاتھ ملانے میں وہ پہل کرے۔ جس وقت ہم کسی یورپین سے ملنے جائیں تو ہم کو چاہئے کہ ذرا سلام کر کے ٹھہر جائیں۔ جب وہ ہاتھ بڑھائے تو ہاتھ ملائیں۔ اگر وہ اپنا ہاتھ آگے نہ بڑھائے تو ہم اُس کا ہاتھ زبردستی نہ پکڑیں۔ اُس کے اشارہ کرنے پر چوکی پر بیٹھ جائیں۔ بعض ہم دیسیوں میں ایک یہ بھی نقص ہے کہ جب ہم ہاتھ ملاتے ہیں تو اس زور سے جھٹکا دیتے ہیں کہ دوسرے آدمی کا سارا ہاتھ کلائی سے لیکر بازو تک جھنجنا جاتا ہے۔ اور

بعض صرف دو انگلیاں ہاتھ میں دیتے ہیں۔ یہ دونوں امر نازیبا ہیں۔ جب کوئی یورپین ہم سے ہاتھ ملائے۔ تو اس کا سارا پنجہ اپنے پنجہ میں لے لو۔ اور معمولی طور سے دباکر اپنا ہاتھ ملاؤ۔ تاکہ محبت اور گرمجوشی ظاہر ہو۔ صرف دو انگلیوں کا مصافحہ کے وقت ہاتھ میں دینا نخوت اور رعونت کی نشانی ہے۔ لیڈیوں کے ساتھ مصافحہ کرنے میں کبھی پہل نہیں کرنی چاہئے۔ اور اگر وہ آپ سے ازراہ مہربانی ہاتھ ملائیں تو اس طرح پر مصافحہ کرنا چاہئے۔ کہ اُن کے ہاتھ کو تکلیف نہ ہو +

بڑا اصول مصافحہ کا یہ ہے۔ جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اپنے سے رتبہ سے بڑے آدمی سے ہاتھ ملانے میں ہم کو پیش دستی کرنا ہرگز لازم نہیں ہے۔ اہل یورپ رتبہ اور درجہ خوب پہچانتے ہیں۔ اگر وہ ہماری حیثیت اس قابل نہیں سمجھتے کہ وہ ہم سے ہاتھ ملائیں تو سر جھکا دیتے ہیں۔ اور ہاتھ ہلا دیتے ہیں۔ اس صورت میں اگر ہم اُن سے ہاتھ ملانے کی کوشش کریں تو بہت بُرا مانتے ہیں +

چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک رئیس کی الوداعی پارٹی میں صاحب ڈپٹی کمشنر بھی مدعو کئے گئے تھے۔ ابھی وہ گاڑی سے اُترنے نہ پائے تھے کہ ایک رئیس زادہ سب سے آگے بڑھا۔ اور اپنا ہاتھ پھیلا کر ہاتھ ملانے کی کوشش کی۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کو یہ حرکت ناگوار معلوم ہوئی۔ اُنہوں نے جھٹ اپنے ہاتھ جیب میں ڈال لئے۔ رئیس زادہ سخت شرمندہ ہوا۔ اب ہم اپنے خیال میں مصافحہ کے متعلق ضروری اور کافی امور لکھ چکے ہیں +



باب چہارم

طعام

تجربہ سے پایا جاتا ہے کہ اب یورپین اور دیسیوں میں رابطہ اتحاد کچھ کچھ ترقی پر ہے۔ اور ممکن ہے کہ کبھی ایک دوسرے کی دعوت میں بلا تأمل شریک ہونے لگیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آداب طعام کا بھی ذکر کیا جائے۔

جس وقت ہمارے نام رقعہ دعوت آئے تو فوراً اُس کا جواب دینا چاہئے۔ اور یہ جواب ایسا ہو جسے منظوری یا نامنظوری صریح الفاظ میں مترشح ہو۔ مشکوک لفظوں میں جواب دینا نہایت ممنوع ہے۔ اگر ہم نے دعوت منظور کر لی ہے تو یہ ہمارا فرض ہے کہ اس میں ضرور شریک ہوں۔ دعوت منظور کرنے کے بعد دانستہ شریک ہونے میں تأمل کرنا نہایت ہی امر غیر واجب اور خلاف تہذیب سمجھا جاوے گا۔ ہاں اگر اتفاقاً کوئی بیماری لاحق ہو جاوے۔ یا ایسا کوئی حادثہ پیش آجاوے کہ ہم کسی طرح شریک دعوت نہیں ہو سکتے تو اُس صورت میں بحالت مجبوری فوراً میزبان کو وقت مقررہ سے پہلے اطلاع دینی چاہئے کہ ہم شریک نہیں ہو سکتے۔ اور مناسب الفاظ میں اپنے شریک نہ ہونے پر اظہار افسوس کرنا لازم ہے۔ اگر ہم انگریزی طرز پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ہمارا خدمت گار آداب فرنگ سے واقف ہے تو اُس کو ہم اپنے ہمراہ لے جا سکتے ہیں۔ یا اُس کو

یہ کہہ دینا چاہیئے کہ فلاں جگہ کھانا ہے۔ وہ خود ہی وہاں موجود ہو جاوے گا اور وہ معلوم کر لیوے گا کہ کھانے کے موقعہ پر اپنے لوازم خدمت ادا کرنے کے خیال سے ہمارے پاس اُس کی موجودگی ضروری ہے +

دعوت میں پابندی وقت کا ہمیں ضرور خیال رکھنا چاہیئے۔ دیر ہو جانے سے اکثر کھانا کچھ خراب اور بے لذت ہو جاتا ہے۔ اور میزبان اور دوسرے مہمان دق ہو جاتے ہیں۔ اور اب وقت مقررہ کے بعد کھانے میں مردوں کا پندرہ منٹ اور اناث کے لئے نصف گھنٹہ تک انتظار کیا جاتا ہے۔ انگریزی زبان میں ایک مثل ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ جو دیر سے آئے وہ ہڈیاں کھائے۔ پس ہمیں چاہیئے کہ مقررہ وقت پہ میزبان کے مکان پہ پہنچ جاویں۔ پہلے پہنچنا بھی معیوب ہے +

دعوت کے موقع پر ہمیشہ شام کا لباس سیاہ شوز یا بوٹ لگ دار سیاہ یا سُرخ۔ سیاہ کوٹ۔ سیاہ واسکٹ۔ چھاتی ڈھلی۔ سفید قمیص۔ سفید نکٹائی۔ سفید کالر۔ پہننا چاہیئے۔ دوشالہ اور کوٹ اور ہیٹ (اگر پگڑی باندھی ہوئی نہ ہو) کھانا کھانے کے کمرہ میں نہیں لے جانی چاہئیں۔ پگڑی اُتارنے کی تکلیف ہم کو گوارا نہیں کرنی چاہیئے۔ انگریزی لباس کے ساتھ پگڑ ہی کھانا کھانے کے کمرہ میں لے جا سکتے ہیں۔ جب ہم میزبان کے مکان پہ پہنچیں تو ہم کو پہلے ملاقاتی کمرہ میں جانا چاہیئے۔ اور سب سے پہلے میزبان کی اہلیہ سے۔ اور اگر اُس کی اہلیہ نہ ہو تو میزبان سے ہاتھ ملانا چاہیئے۔ اگر ابھی اور مہمانوں کا انتظار ہو یا میزبان موجود نہ ہو تو اُسی کمرہ میں ہم کو انتظار کرنا چاہیئے۔ جب دوسرے مہمان آئیں تو ہم کو اُن کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جانا واجب ہے۔ کھانے کی میز پر جو مہمان ہمارے قریب ہو۔ اُس سے

ہم کو انٹروڈیوس کئے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیشک اُس سے ہم گفتگو کریں۔ لیکن اگر ہمارے قریب لیڈی بیٹھی ہے تو گفتگو کرنے میں ہم کو پہل نہیں کرنا چاہئے۔ جب وہ بات کرے تو جواب دیویں۔ آداب فرنگ کے بموجب کھانا کھانے کے وقت گفتگو کا ہونا ضروری ہے۔ اگر خاموش رہیں تو کھانے میں ایک قسم کی بے مزگی ہو جاتی ہے۔ یہ دستور آداب مشرق کے بالکل خلاف ہے۔ اہل مشرق میں آداب طعام اس امر کا مقتضی ہے کہ کھانا کھانے میں ہرگز بات نہ کی جائے۔ مثل مشہور ہے۔ اول طعام بعدہٗ کلام +

اگر دعوت اس قسم کی ہے کہ اُس میں لیڈیاں اور جنٹلمین دونوں مدعو ہیں تو یہ دستور ہے کہ ایک جنٹلمین اور ایک لیڈی کو ساتھ ملا دیا جاتا ہے۔ اور وہ دونوں باہم کھانا کھانے کے کمرہ میں اکٹھے جاتے ہیں۔ اور برابر برابر بیٹھتے ہیں۔ بیوی اور خاوند کو برابر یا آمنے سامنے نہیں بٹھلاتے اگر ہم کو بھی کسی لیڈی کے ساتھ بیٹھنے کی عزت دی گئی ہے تو ہم کو چاہئے کہ ہمیشہ لیڈی کو اپنے دست راست پر بٹھاویں +

معمولی دعوت میں عموماً نو قسم کا کھانا ہوتا ہے۔

(۱) سوپ یعنے شوربا۔

(۲) مچھلی۔

(۳) سبزی۔

(۴) مرغی یا بٹیر بھُنے ہوے تیتر وغیرہ

(۵) دوسری قسم کی سبزی

(۶) میٹھی چیز مثلاً حلوا۔ فیرینی وغیرہ (انگریزی میں اسے پڈنگ کہتے ہیں)

(۷) پنیر۔
(۸) قلفیاں۔ یعنی برف میں جما ہوا دودھ
(۹) میوہ جات۔

دیسیوں کو چاہئے کہ دعوت میں شریک ہونے سے پہلے آداب طعام سے کماحقہ واقفیت حاصل کریں۔ آداب طعام کی ناواقفیت کے باعث چونکہ ہر موقع مناسب پر پابندی قواعد کا خیال نہیں رہتا۔ اس لئے ہم کو اکثر شرمندگی اور ذلت حاصل ہوتی ہے۔ شوربا کی رکابی منہ سے نہیں لگانی چاہئے۔ اور جب مرغی آئے تو اسے دانتوں سے نوچ نوچ کر نہ کھایا جائے۔ چھری۔ کانٹہ۔ چمچہ وغیرہ سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ اسے استعمال کریں۔

ہم اس موقعہ پر مناسب سمجھتے ہیں کہ چند امور ضروری۔ جن کی پابندی لازمی ہے۔ ایسے لوگوں کی آگاہی کے لئے لکھیں۔ جو آداب طعام سے بالکل واقف نہیں ہیں۔

۱۔ کھانا ہمیشہ آہستہ آہستہ کھانا چاہئے۔ جلدی ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔
۲۔ کھانے کی چیز کے توڑنے میں نرمی سے کام لیا جائے۔
۳۔ ہونٹ چاٹنا کھانے کے وقت معیوب ہے۔
۴۔ چٹخاریاں لینا۔ چٹاخ پٹاخ کی آواز نکالنا بے تہذیبی ہے۔
۵۔ بڑے بڑے نوالے منہ میں نہیں ڈالنے چاہئیں۔
۶۔ اپنا منہ زیادہ نہیں کھولنا چاہئے۔ اور کانٹے کو ہونٹوں سے اندر کو نہیں لے جانا چاہئے۔
۷۔ چھری کانٹے اور چمچہ کو آپس میں نہ لگنے دینا چاہئے۔ جس سے چھنکار

کی آواز پیدا ہو۔ نہ رکابی میں ٹک ٹک کی آواز آوے +

۸۔ کانٹا بائیں ہاتھ میں اور چھُری دہنے ہاتھ میں پکڑنی چاہیئے۔ چھُری کو ایسے طرز سے نہ پکڑو۔ جس سے معلوم ہو کہ ہم قلم بنانے لگے ہیں +

۹۔ نوالہ اس طرح پر مُنہہ میں نہ چبانا چاہیئے جس سے چپڑ چپڑ کی آواز پیدا ہو +

۱۰۔ جس وقت مُنہہ میں نوالہ ڈالا جاوے تو ہونٹوں کو بند رکھنا چاہیئے نوالہ چبانے میں ہونٹ کھولنا ممنوع ہے +

۱۱۔ موںہہ میں نوالہ رکھ کر پانی نہیں پینا چاہیئے +

۱۲۔ موںہہ میں نوالہ رکھ کر باتیں نہ کرنی چاہئیں۔ بات اُس وقت کرو جب مُنہہ خالی ہو +

۱۳۔ اگر شراب پینے کی عادت ہو تو گلاس بالکل خالی نہیں کرنا چاہیئے۔ بہتر تو یہ ہے کہ شراب سے قطعی احتیاط رہے۔ شراب سرد ملکوں میں استعمال کے قابل ہے۔ ہم دیسیوں کے لئے یہ سم قاتل ہے +

۱۴۔ گلاس نیچے سے پکڑنا چاہیئے۔ اوپر سے ہرگز نہ پکڑا جاوے +

۱۵۔ جب ہمارے روبرو کوئی رکابی آجائے تو ہم کو یہ انتظار نہیں کرنا چاہیئے کہ اوروں کو بھی مل جائے۔ تو تب ہم شروع کریں۔ جب ہمارے سامنے آئے تو اُسی وقت کھانا شروع کیا جاوے +

۱۶۔ اگر کوئی چیز ہمارے روبرو ایسی آجائے جو ہمیں پسند نہیں ہے تو اُس کو اُسی وقت واپس کرنا چاہیئے۔ بلکہ اُس کو اس طرح پر اپنے منہ سے لگاتے رہیں کہ ہم کھا رہے ہیں +

۱۷۔ جو چیز ایک مرتبہ ہم کھا چکے ہیں تو پھر دوبارہ اُس کو نہ منگانا چاہیئے۔

یہ بات اپنے گھر میں ہو سکتی ہے۔ باہر معیوب ہے +

۱۸۔ میز پر درست ہو کر بیٹھنا چاہئے۔ بہت جُھکنا منع ہے +

۱۹۔ انگڑائیاں مت لو نہ ڈکار مارنا چاہئے +

۲۰۔ کھانے کی میز پر اونگھنا سخت منع ہے +

۲۱۔ کھانا آنے سے پہلے تولیہ کھول کر اپنے زانو پر ڈال لینا چاہئے۔ وہ رومال کی وضع کا بنا ہوا۔ پہلے ہی سے میز پر پڑا ہوا ہوتا ہے +

۲۲۔ اگر ہماری نان پاؤ تولیہ پر رکھی ہوئی ہو تو ہم کو چاہئے کہ اُسے اپنی رکابی کے جانب چپ رکھ لیں +

۲۳۔ کھانا آنے سے پہلے عموماً فہرست اُن اشیا کی جو پکائی گئی ہیں میز پر موجود ہوتی ہے۔ اس فہرست کو پڑھ کر ہم کو پہلے ہی سے ارادہ رکھنا چاہئے کہ کون سی چیز ہم نے زیادہ کھانی ہے +

۲۴۔ روٹی کو چھری سے نہ کاٹنا چاہئے +

۲۵۔ روٹی دانتوں سے بھی نہ کاٹنی چاہئے + تو پھر روٹی کھانا ہی نہ چاہئے؟

۲۶۔ مچھلی کے لئے ایک خاص چاقو چاندی کا ہوتا ہے اگر وہ نہ ہو تو دو کانٹے استعمال کرنے چاہئیں۔ مچھلی کو چھری سے نہیں کھاتے +

۲۷۔ اگر نمک کی ضرورت ہو تو نمک کا چمچہ استعمال کرنا چاہئے۔ چھری سے نمک ہرگز نہ لینا چاہئے +

۲۸۔ مٹر کانٹے سے کھانے چاہئیں +

۲۹۔ پرند اور مرغ وغیرہ کے گوشت کے لئے۔ چھری استعمال کرنا چاہئے مگر چھری کبھی موںہہ میں نہ لیجاؤ +

۳۰۔ ہڈی کو کبھی موںہہ میں نہ ڈالنا چاہئے نہ چوسنا چاہئے +

۳۱- میٹھی چیز عموماً چمچہ سے کھائی جاتی ہے۔ اگر ذرا سخت ہو تو کانٹا بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ مگر چھری کبھی نہیں لگانی چاہئے +

۳۲- پنیر کھانے میں صرف چھری استعمال کرنی چاہئے۔ کانٹا ہرگز نہ لگایا جاوے۔ چھوٹے چھوٹے قاش پنیر کے کاٹ کر روٹی یا بسکٹ کے ساتھ بائیں ہاتھ سے کھانا چاہئے

۳۳- قلفیاں ہمیشہ چمچہ سے استعمال کی جاتی ہیں +

۳۴- اگر کوئی گٹھلی دار میوہ پکا ہوا ہے تو اُسے منہ میں ڈال کر اور پھر گٹھلی منہ سے نکال کر نہیں پھینکنی چاہئے۔ پہلے چھری کانٹے سے گٹھلی نکال کر وسط رکابی میں رکھ لینا چاہئے اور گودا استعمال کرنا چاہئے +

۳۵- جب آخری دور آتا ہے تو اُس کے ساتھ ایک چھوٹا سا گلاس پانی کا انگلیاں دھونے کے لئے۔ اور ساتھ ہی رکابی ہوتی ہے جس میں قلفیاں کھاتے ہیں۔ جس وقت یہ چیزیں آئیں تو گلاس کو اپنے بائیں ہاتھ رکھ لینا چاہئے۔ کھانے سے فارغ ہو کر انگلیاں پانی میں ڈبو کر ہونٹوں کو تر کرنا چاہئے اور پھر تولیہ سے پونچھ لیا جاوے۔ یہ وہ تولیہ ہے جو ہم نے اپنی رانوں پر پہلے سے رکھا ہوا ہے +

۳۶- اگر ہمارے پڑوس میں کوئی لیڈی بیٹھی ہے۔ اور اُسے شراب کی ضرورت ہے تو یہ ہمارا فرض ہو گا کہ اُس کے گلاس میں شراب ڈال کر اُسے دیویں +

۳۷- میوہ جات سب سے اخیر خدمتگار خود کاٹ کر لاتے ہیں +

۳۸- لیڈیوں کی موجودگی میں خلال کرنا سخت ممنوع ہے +

* نوٹ۔ واضح رہے کہ مشرقی آداب طعام میں بائیں ہاتھ سے کوئی چیز نہیں کھاتے +

۳۹- جس وقت ہم کھانے سے فارغ ہو جائیں تو جب تک لیڈیاں نہ جا لیں ہم کو اپنی جگہ سے نہیں ہلنا چاہئے +

۴۰- جس وقت لیڈیاں اُٹھیں تو ہم کو بھی اُٹھ کھڑا ہونا چاہئے - اور جو لیڈی ہمارے قریب ہو - اُس کی چوکی اپنے ہاتھ سے پرے کر دینی چاہئے تاکہ گذر جانے میں اُس کو تکلیف نہ ہو +

۴۱- اگر ہم دروازہ کے قریب ہیں تو ہم کو پردہ اُٹھا دینا چاہئے تاکہ لیڈیاں گذر جائیں +

۴۲ جس وقت لیڈیاں باہر چلی جائیں تو ہم کو چاہئے کہ اپنا تولیہ میز پر اُسی طرح رکھ دیویں تہ نہ کریں +

۴۳- کھانا کھانے کے کمرہ سے باہر نکلنے کے وقت ایک دوسرے کو دھکا نہیں دینا چاہئے اگر کوئی ہم سے پہلے نکلنا چاہے تو ہم اُس کو جھک کر جگہ دے دیویں +

۴۴- لیڈیوں کی موجودگی میں کھانا کھانے کے کمرے میں چرٹ یا سگار کا استعمال نہیں کرنا چاہئے +

۴۵- چار پائی کسی طرح بڑے بڑے گھونٹوں سے نہ پینا چاہئے +

۴۶- چار کو پیالی سے پرچ میں ہرگز نہیں ڈالنا چاہئے - اگر وہ زیادہ گرم ہے تو کچھ ٹھیر کر جب وہ پینے کے قابل ہو جائے تو آہستہ آہستہ استعمال کرنا چاہئے +

۴۷- جب ہم چار پی چکیں تو چمچہ کو پرچ میں رکھ دیویں پیالی میں نہ چھوڑنا چاہئے +

۴۸- چار پینے کے بعد کچھ تھوڑی سی پیالی میں چھوڑ دینی چاہئے بالکل

بالکل خالی کر دینا نہ چاہئے +

۴۹-جب ہم دوبارہ ملاقات کے کمرے میں آئیں۔ تو بیشک دوستوں سے باتیں کریں۔ لیکن اگر کوئی لیڈی کچھ گا رہی ہو تو چپ چاپ سننا چاہئے +

۵۰-اگر صرف باجہ بجتا ہو تو آہستہ آہستہ باتیں کرنی مضایقہ نہیں +

۵۱-اگر ہم میز کے ایک طرف بیٹھے ہیں اور دوسری جانب ہمارے سامنے کوئی لیڈی یا جنٹلمین بیٹھا ہے تو اُس سے باتیں نہ کرنی چاہئیں +

۵۲-ڈرائینگ روم میں کھانا کھانے کے بعد اپنے پروفیشن کے متعلق باتیں نہ کرنی چاہئے۔ مثلاً اگر ہم ڈاکٹر ہیں تو بیماریوں کا ذکر نہ کریں۔ اگر ہم سوداگر ہیں تو اشیاء تجارتی کا تذکرہ نہ چھیڑیں۔ اگر ہم حاکم ہیں تو مقدمات کا ذکر نہ کریں۔ بڑا لحاظ اس امر کا رکھنا چاہئے کہ اس قسم کا تذکرہ کئے جاویں جو محفل کا لطف بڑھاویں۔ اور جس کے مضمون سے اہل مجلس کو لطف حاصل ہو۔ وہ قصہ شروع نہ کریں جس سے صرف ہمیں کو مذاق ہو +

۵۳-اگر رفقاء محفل سے کوئی ایسی کہانی سنائے جو ہم نے پہلے سنی ہوئی ہو تو اُس کی بات نہ کاٹنی چاہئے بلکہ ہم چپ ہو کر سنیں۔ یہ نہ کہیں کہ ہم نے سُنی ہوئی ہے +

۵۴-اگر گفتگو کرنے کے وقت کوئی شخص معمولی غلطی کرے تو اُس کی اصلاح کی کوشش نہ کرنی چاہئے +

۵۵-ہنگام تقریر استعمال اشعار کے اپنی علمیت کا ثبوت نہیں دینا چاہئے +

۵۶-کھانا کھانے کے بعد ہم کو نہ کھانے کی تعریف نہ مذمت کرنی چاہئے +

۵۷-کھانا کھانے کی میز پر بیماریوں کا ذکر کرنا سخت منع ہے +

۵۸-کھانا کھانے کے بعد عموماً ساڑھے دس اور گیارہ بجے کے درمیان

مہماں رخصت ہوتے ہیں +

۵۹۔ جس وقت سارے مہمان رخصت ہونے لگیں تو ہم بھی میزبان اور اُس کی اہلیہ کے پاس جاویں اور علیک سلیک کے بعد ہاتھ ملا کر رخصت ہوں +

۶۰۔ اس موقع پر شکریہ ادا نہیں کیا جاتا +

۶۱۔ رخصت کے وقت مہمانوں سے رخصت نہیں ہوتے نہ ہر ایک سے ہاتھ ملاتے ہیں +

۶۲۔ ایسے موقع پر خدمتگاروں کو انعام نہیں دیا جاتا۔ انعام صرف اُس حالت میں دینا چاہئے۔ جبکہ ہم کسی دوست کے ہاں تین چار روز متواتر مہمان رہیں۔ ایسے موقع پر خانساماں۔ خدمتگار وغیرہ کو فی کس ایک روپیہ سے دو روپیہ تک انعام دینے کا دستور ہے

۶۳۔ رخصت کے وقت مہمانوں کے سامنے عموماً سوڈا واٹر یا سگار پیش کرتے ہیں۔ اگر ہم کو سگار پینے کی عادت ہے اور دل چاہتا ہے تو ہم برآمدے میں کھڑے ہو کر سگار پی سکتے ہیں +

اگر ہم میزبان ہیں تو آداب مہمان داری کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہے۔ اس کے متعلق چند باتیں ذیل میں ہم لکھتے ہیں +

۱۔ ہر ایک مہمان سے اُس کے آنے پر ہاتھ ملانا چاہئے +

۲۔ پہلے لیڈیوں سے ہاتھ ملاویں +

۳۔ جب کھانا کھانے کا وقت آئے تو سب سے پہلے اعلےٰ رتبہ کی لیڈی کے ساتھ۔ کھانا کھانے کے کمرے میں ہم کو داخل ہونا چاہئے +

۴۔ ہم خواہ کھانا کھاویں یا نہ کھاویں۔ مگر میز پر ہمارا بیٹھنا لازمی ہے +

۵- کھانا کھانیکے کمرے میں ایسی تیز روشنی نہیں ہونی چاہئے جس سے آنکھوں کو نقصان پہنچے - روشنی سبز رنگ کے فانوسوں کی ہو تو اچھا ہے +

۶- کھانا کھانے کی میز پر آرائشی چیزیں ایسی اونچی نہ ہونی چاہئیں جن سے مہمانوں کو ایک دوسرے کی شکل نظر نہ آئے +

۷- رخصت کے وقت سب سے اعلےٰ رتبہ کی لیڈی کو گاڑی تک لے جا کر سوار کرانا ہمارا فرض ہے +

اس آداب کے بیان میں ہم یہ ذکر کر دینا بھی مناسب سمجھتے ہیں - کہ اگر کوئی یورپین کسی موقع پر سفر میں کوئی شے ہمارے سامنے پیش کرے تو ہم کو یہ دیکھ لینا چاہئے کہ کتنی اُس کے ہاتھ میں ہیں - اگر دو ہیں تو ایک ہم کو لینا چاہئے دونوں پر قبضہ نہ کریں - چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک اہل یورپ نے ایک رئیس ہم سفر کے سامنے دو آم ہاتھ میں لیکر پیش کئے - رئیس صاحب نے دونوں لے لئے - اور اُس کے سامنے نوش جان کر گئے - یورپین بیچارہ اُس وقت سگار پینے لگ گیا - حالانکہ اُس کا منشاء یہ تھا کہ ایک میں کھاؤں گا اور ایک میرا رفیق +

باب پنجم

آداب تماشہ گاہ

آج کل دیکھا جاتا ہے کہ ہم دیسیوں میں اکثر تھیٹروں میں جانے کا بھی مذاق

پیدا ہوگیا ہے۔ مگر قواعد تماشہ گاہ کی ناواقفیت بعض اوقات بجائے تفریح کے ایک گونہ بے مزہ کر دیتی ہے۔ دیسی کمپنی کے منڈوے میں تو خیر ہم دیسی لوگ چنداں انگشت نما نہیں ہوتے۔ لیکن انگریزی تماشہ گاہوں مثلاً ریلوے تھیئٹر۔ اور سرکس اور دیگر ایسے مقامات میں جہاں یورپین لیڈیاں اور جنٹلمین کثرت سے آتے ہیں اور دیسی بہت کم ہوتے ہیں۔ وہاں آداب تماشہ گاہ کی پوری پابندی نہ ہونے کے باعث یورپین ہم پر مضحکہ اڑاتے ہیں۔ اور بعض ہماری حرکات اُن کی رنجش کا موجب بھی ہو جاتی ہیں۔ پس ہم کو چاہئے کہ جب ہم تماشہ گاہ میں جائیں تو اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ ہم دیسیوں کی محفل میں بیٹھے ہوئے نہیں ہیں +

اگر ہم انگریزی لباس پہننے کے عادی ہیں تو شام کا لباس پہن کر تماشہ گاہ میں جائیں۔ کیونکہ عموماً یورپین شام کا لباس پہنا کرتے ہیں۔ اگر ہمارے پاس خاص ٹکٹ ہے تو بیٹھنے سے پہلے اس ٹکٹ کا ہم کو نمبر دیکھ لینا چاہئے اور پھر اُس نمبر کی کرسی پر جا کر بیٹھیں۔ تماشہ گاہ میں داخل ہونے کے وقت اگر کوئی ٹکٹ ہم سے مانگے تو دروازہ پر اُس کو ٹکٹ دیدینا چاہئے۔ اگر ٹکٹ کلکٹر دروازہ پر کھڑا نہ ہو تو ہم کو چاہئے کہ ٹکٹ اپنے ساتھ لے جائیں۔ اور جس وقت ٹکٹ کلکٹر وہاں پر آ کر ہم سے ٹکٹ طلب کرے تو فوراً اُس کے حوالہ کر دیں۔ اگر ہم اندر جا کر دیکھیں کہ ہمارے نمبر کی کرسی پر کوئی اور بیٹھ گیا ہے تو ہم کو اُس شخص سے دست و گریبان نہیں ہونا چاہئے۔ نہ اُس سے بات کریں۔ بلکہ مہتمم تماشہ گاہ سے جو اکثر دروازہ پر ہوتا ہے کہدیں وہ خود انتظام کر دے گا۔ اسی طرح اتفاق سے اگر ہم تماشہ گاہ سے باہر جائیں اور واپسی پر دیکھیں کہ ہماری کرسی پر دوسرا بیٹھ گیا ہے تو اُسی طرح مہتمم

سے انتظام کرالیویں نہ کہ باہمی تکرار سے تماشائیوں کو بھی بے مزہ کریں +

اگر ہم دیر سے آئیں اور دیکھیں کہ تماشہ شروع ہوگیا ہے تو ہم کو ایسی شائستگی سے داخل ہونا چاہئیے کہ لوگوں کی توجہ ہماری طرف مبذول نہو جائے۔ نہ اُن کی تفریح میں فرق آوے۔ تماشہ گاہ میں ہمیشہ سب سے آگے بیٹھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئیے +

شراب پی کر ہرگز ہرگز تماشہ گاہ میں نہیں جانا چاہئیے۔ پان کھاکر یورپین لوگوں کے ساتھ بیٹھنا معیوب ہے۔ پان کی خوشبو لیڈیوں کے مذاق کے برخلاف ہے۔ وہ بہت دق ہوتی ہیں۔ اور بعض اوقات اپنی نفرت کو چھپا نہیں سکتیں +

تماشہ گاہ میں چرٹ یا سگار یا بیڑے کا استعمال بھی نہیں کرنا چاہئیے اگر ہم حقہ کے بغیر رہ نہیں سکتے تو جس وقت ایک ایکٹ ختم ہو جائے تو باہر جاکر حقہ یا چرٹ کا استعمال کریں۔ جیسا ہماری مرضی ہو +

اگر تماشے کی دوران میں کوئی ہنسی والی نقل آپ سٹیج پر دیکھیں تو ہنستے ہنستے لوٹن کبوتر نہ بن جائیں۔ ہنسی بھی تہذیب کے ساتھ ہونی چاہئیے ہنستے ہنستے بلند آواز سے نعرے مارنا۔ نامہذب فقرے زبان سے نکالنا سخت ممنوع ہے۔ بعض لوگ تماشہ گاہ میں اپنے ساتھ دوربین جس کو انگریزی میں اپرا گلاس کہتے ہیں لے جاتے ہیں۔ بیشک اس آلہ کے لے جانے کی اجازت ہے۔ مگر یہ اجازت نہیں ہے کہ ہم اس دوربین سے گرد و نواح کی لیڈیوں اور دیگر تماشائیوں کو گھورنا شروع کر دیں۔ اشخاص ناٹک کی طرف ہم اس شیشہ کے ذریعہ دیکھ سکتے ہیں +

تماشے کے دوران میں اگر ہم کو کوئی بات بہت پسند آئے تو دیگر تماشائیوں

کی طرح ہم بھی تالی بجا سکتے ہیں۔ یا اور تماشائیوں کے ساتھ ونسمورہ جس کے معنے ایک دفعہ پھر ہیں۔ کہہ سکتے ہیں۔ لیکن بلند آواز سے آپس میں باتیں کرنا نہایت ممنوع ہے +

اگر ہمارا دوست ہم سے فاصلہ پر بیٹھا ہے۔ اور ہم نے اُس سے باتیں کرنی ہیں۔ تو ہم کو اپنی جگہ بیٹھے ہوئے شور نہیں مچانا چاہئیے آہستہ سے اُٹھ کر ہم وہاں چلے جائیں۔ جہاں وہ بیٹھا ہے۔ اور وہاں پہنچ کر جو باتیں کرنی ہیں کر لیویں۔ مگر تماشہ کے دوران میں اپنی جگہ سے باتوں کے ارادہ سے اُٹھنا خلاف تہذیب ہے +

اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب انسان ایک جگہ سے اُٹھ کر دوسری جگہ جاتا ہے تو بعض اوقات اُس کا ہاتھ کسی نہ کسی تماشائی کے لباس یا جسم کو لگ جاتا ہے۔ ایسے موقعہ پر فوراً اُس شخص سے معافی مانگنی چاہئیے۔ اگر جگہ تنگ ہو۔ اور ہم بہ آسانی درمیان سے نہ گذر سکیں تو ہم کو چاہئیے کہ ہمیشہ ملایم اور شایستہ الفاظ میں تماشائیوں سے اجازت لیکر گذریں۔ بعض لوگ ایسے موقع پر دھکم دھکا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اپنی بے حرمتی کراتے ہیں +

باب ششم

پا پیادہ سیر گاڑی کی سواری وغیرہ

بعض دیسیوں کا دستور ہے کہ جب راہ میں پا پیادہ چلتے ہیں تو سیٹی

بجانے لگتے ہیں۔ یا ہاتھ میں چھڑی یا چھتری گھمانے لگتے ہیں۔ اور اپنے زعم باطل میں یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی انگریزی فیشن ہے۔ یہ اُن کی غلطی ہے۔ نہ تو یہ فیشن ہے اور نہ یہ حرکت بیجا کچھ اچھی معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ ایک سفلہ پن ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دیسی جنٹلمین جس نے انگریزی لباس پہنا ہوا تھا۔ سیٹی بجاتا اور چھتری گھماتا ہوا جا رہا تھا۔ اتفاقیہ اُس کا گذر اسکول کے چند لڑکوں کے پاس سے ہوا۔ اور اُس کا چھاتا ایک لڑکے کی آنکھ میں ایسا لگا کہ وہ وہیں بیٹھ گیا۔ اس کے ہمراہیوں نے دیسی جنٹلمین سے شکایت کی۔ مگر اس نے بجائے معافی مانگنے کے کچھ ایسا سخت کلمہ کہا کہ وہ لڑکے اخوان الشیاطین کی طرح دیسی جنٹلمین کے گلے کا ہار ہو گئے اُسے اُٹھا کر کیچڑ میں پٹک دیا۔ چھاتا توڑ دیا۔ اور آپ ہنستے ہوئے چلے گئے بعض لوگوں کا دستور ہے کہ راہ چلتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ آگے پیچھے ہلاتے ہیں۔ یعنی جب وہ چلتے ہیں تو اُن کے ہاتھ اُن کے پیٹ اور پشت سے ایک ایک فٹ آگے آگے رہتے ہیں۔ یہ حرکت بھی خلاف تہذیب ہے۔ جب ہم پیادہ پا چلیں تو ہاتھوں کو دانستہ اس طرح پر نہ ہلا دیں +

جب سڑک پر چلیں تو ہمیں وسط میں ہو کر نہ چلنا چاہیئے۔ بلکہ گاڑیوں کے لئے راستہ چھوڑ دینا واجب ہے۔ جہاں کہیں لوگوں کی بھیڑ دیکھیں تو اُس کو چیر کر نکل جانے کی کوشش نہ کرنی چاہیئے۔ اگر ایک طرف سے ہم آرہے ہیں اور دوسری طرف سے لیڈیاں آتی ہیں تو ہم کو اپنا مونہہ اُٹھائے ہوئے اس طرح پر نہ چلنا چاہیئے کہ اُن کو ہمارے لئے راستہ چھوڑنا پڑے بلکہ تہذیب اور لیاقت اس امر کی مقتضی ہے کہ ہم ایک طرف ہو جاویں

اور اُن کو گذر جانے دیویں۔ اگر ہمارے ساتھ کسی یورپین لیڈی کا پاپیادہ چلنے کا اتفاق ہو۔ تو قاعدہ یہ ہے کہ لیڈی ہمارے بائیں ہاتھ رہے اگر وہ تھکی ہوئی ہو۔ اور ہمارے ہاتھ کے سہارے سے چلنا چاہے تو ہمیشہ بایاں بازو اُس کو دینا چاہئے۔ اگر ہمارا کسی لیڈی کے ساتھ ایسے مقام پر گذر ہو کہ جہاں زمین بلند ہو یعنے چڑھائی ہو تو ایسے موقع پہ پہلے ہم کو خود چڑھنا چاہئے۔ اور پیچھے لیڈی یا لیڈیوں کو رکھنا چاہئے۔ لیڈیوں سے یہ اصرار کرنا کہ پہلے آپ چڑھیں انگریزی سوسائٹی میں ممنوع ہے۔ دلیسیوں میں یہ دستور ہے کہ قریباً نصف گھنٹہ تک پہلے آپ۔ پہلے آپ کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔ انگریزی سوسائٹی میں یہ حرکت بہت بُری سمجھی جاتی ہے۔ چڑھائی کے موقع پر ہم لیڈی سے یہ درخواست کر سکتے ہیں کہ ہمارے بازو کا سہارا لے لے۔ اگر ہم کسی لیڈی یا جنٹلمین کے ساتھ پاپیادہ جا رہے ہوں۔ اور راہ میں اتفاقاً کوئی دوست مل جائے تو یہ تہذیب نہیں ہے کہ ہم وہیں کھڑے ہو جاویں۔ اور اُس لیڈی یا جنٹلمین اپنے ہمراہی سے اُس دوست کی ملاقات کرا دیں۔ بلکہ تہذیب یہ ہے کہ صرف سر کو جھکا دیویں اور گذر جاویں۔ راہ میں اگر کوئی اور دوست ہمارا ہم رتبہ مل جائے تو صرف سر ہلا دینا کافی ہے اور اگر وہ ہمارا دوست ہم سے رتبہ میں بڑا ہے تو بشرطیکہ آپ انگریزی ٹوپی یعنی ہیٹ استعمال کرتے ہیں۔ سر سے وہ ٹوپی اُٹھا سکتے ہیں۔ اگر لیڈیاں راہ میں ملجاویں جن سے ہماری جان پہچان ہے۔ تو بھی سر سے ٹوپی اُٹھانی چاہئے لیکن شرط یہ ہے کہ آپ کے جسم میں انگریزی لباس اور سر پر انگریزی ٹوپی ہو۔ دلیسی اکثر اس بات کو نہیں سمجھتے۔ اور دلیسی ٹوپیاں اور بعض اوقات

پگڑیاں سر سے بغرض سلام انگریزوں کی تقلید میں اُٹھا لیتے ہیں۔ اس حرکت کو دیکھ کر لیڈیاں ہنستی ہیں۔ اور دیسی ان کی ہنسی کو خوشی پر محمول کرتے ہیں۔ دیسی لباس پہنے ہوئے جب ایسا موقع آجاوے تو جُھک کر سلام کرکے گذر جانا چاہیئے۔ جب ہم ٹمٹم یا ایسی سواری پر سوار ہوں جس کی عنان ہمارے ہاتھ میں ہو۔ تو دوسری گاڑی کو گذرنے کے لیئے اپنی گاڑی بائیں ہاتھ پر کر لینا چاہیئے۔ اگر ہمارے آگے کوئی گاڑی جارہی ہو۔ اور ہم اُس سے آگے جانا چاہتے ہیں تو اگلی گاڑی سے دہنے ہاتھ کی طرف سے اپنی گاڑی نکال کرلے جاؤ۔ بعض دیسی ناواقفیت کی وجہ سے یا اس خیال سے کہ بائیں طرف زیادہ راستہ ہے اگلی گاڑی سے خلاف قاعدہ بائیں طرف اپنی گاڑی لے جاتے ہیں اور اگلی گاڑی والا بھی اُسی طرف حسب دستور اپنی گاڑی بچاتا ہے۔ ایسی حالت میں اکثر ٹکر ہو جاتی ہے۔ گاڑیاں اولٹ جاتی ہیں۔ اور نہایت ہی خراب نتائج پیدا ہوتے ہیں +

جب لیڈیاں یا جنٹلمین ہمارے ساتھ گاڑی میں سوار ہوں تو چونکہ وہ اِس موقع پر ہمارے مہمان ہوتے ہیں تو یہ لازم ہے کہ اچھی نشست ہم گاڑی میں اُن کو دیویں۔ یعنی وہ گاڑی کے تکیہ گاہ صدر کی جانب بیٹھیں کہ اُن کا چہرہ گھوڑوں کی طرف رہے۔ اگر ہمارے ساتھ دو لیڈیوں سے زیادہ لیڈیاں گاڑی پر سوار ہوں تو اعلےٰ نشست اُس کو دینی چاہیئے جس کا رتبہ سب سے اعلےٰ ہو +

اگر ہمارے ساتھ کوئی لیڈی سوار ہو۔ اور اثنا راہ میں یا مکان پر پہنچ کر اُترنا منظور رہو۔ تو ہم کو چاہیئے کہ پہلے گاڑی سے نیچے ہم آپ

اُتریں اور پیچھے لیڈیاں یا لیڈی کو ہاتھ کے سہارے سے اوتارنا چاہیئے۔ بالفرض ہم نے اُس جگہ نہیں اُترنا ہے۔ صرف لیڈیوں نے ہی اُترنا ہے تو پھر بھی یہی قاعدہ ہے کہ ہم آپ سب سے پہلے اُتریں اور لیڈیوں کو اُسی طرح اُتار کر پھر ہم خود گاڑی میں بیٹھ جاویں۔ یہ سراسر خلاف تہذیب ہے کہ ہم تو گاڑی میں بیٹھے رہیں اور لیڈیاں ہمارے سہارے بغیر گاڑی سے اُتریں۔ گاڑی پر لیڈیوں کے چڑھانے کا بھی یہی قاعدہ ہے اسی طرح اپنے سے اعلےٰ رتبہ کے فیشن کے واسطے پابندی لازم ہے۔

باب ہفتم

آداب سفر

آج کل کے زمانہ میں یا تو ریل کے سفر یا دخانی جہاز کے سفر میں دیسیوں اور اہل یوروپ کے باہم ملنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ ریل کے سفر میں اہلیت اور ملنساری از بس ضروری ہے۔ بدمزاج مسافر کو آپ ہی تکلیف ہوتی ہے۔ اور دیگر مسافر بھی اُس سے دق ہو جاتے ہیں۔ جب ہم ریل پر سوار ہونے کے لئے اسٹیشن پر جائیں تو ٹکٹ کلکٹروں سے ہرگز کج بحثی نہ کریں قواعد اور ضوابط کی پوری پوری پیروی ہر مسافر پر لازم ہے۔ ٹکٹ کلکٹر کو جس وقت وہ کہے فوراً ٹکٹ دکھا دینا چاہیئے۔ ہم نے بعض اوقات بڑے بڑے دیسی اعلےٰ افسران کو کم حیثیت ٹکٹ کلکٹروں کے ہاتھ سے ذلیل

ہوتے دیکھا ہے وجہ یہ ہے کہ وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ انسان کی عزت اپنے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اگر ہم دیکھیں کہ گارڈ یا ٹکٹ کلکٹر کوئی ایسی حرکت نامناسب کرتا ہے تو اُس وقت ہم کچھ نہ بولیں۔ بعدازاں ہم کو اختیار ہے کہ اُن کی شکایت حسب ضابطہ اُن کے اعلےٰ حکام سے کر دیویں ٹکٹ لینے کے وقت بعض اوقات ہم دیسی آدمی بکنگ کلرک سے بہ درشت کلامی پیش آتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اُنہیں دیر تک کھڑکی کے آگے کھڑا رکھتا ہے۔ اور بعض اوقات سخت سست بھی کہہ بیٹھتا ہے۔ اگر ہمارے پاس انٹرمیڈیٹ یعنی درمیانی درجہ کا ٹکٹ ہے تو ہمیشہ اسی کمرہ میں بیٹھیں جو دیسی مردوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ ہر درمیانی درجہ میں ایک کمرہ مستورات کے لئے اور ایک یورپین کے لئے ہوتا ہے۔ ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ معزز دیسی اُس کمرہ میں جو یورپین کے لئے مخصوص ہوتا ہے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور جب گارڈ یا ٹکٹ کلکٹر آتا ہے تو وہ بے عزتی کے ساتھ ان کو نکال باہر کرتا ہے۔ جس کمرہ کے باہر یہ لکھا ہو (صرف لیڈیوں کیلئے) اُسمیں ہرگز بیٹھنے کی جرات نکرو۔ بعض دیسی رؤسا اول اور دوئم درجہ کا ٹکٹ لیتے ہیں۔ ان درجوں میں انکا یورپین صاحبان سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے جب ان درجوں میں ہم سفر کریں تو ہمکو چاہیئے کہ ہم اپنے ہم سفر صاحبان سے بحسن اخلاق پیش آئیں بعض اوقات ان درجوں میں لیڈیاں بھی ہوتی ہیں۔ ایسے موقع پر ہمکو اور بھی احتیاط رکھنی چاہیے۔ یورپین مسافر گاڑی میں بیٹھکر بہت کم کوئی چیز کھاتے ہیں۔ انکا دستور یہ ہے کہ جہاں سٹیشن پر گاڑی ٹھہرتی ہے وہاں اترکر ریفرشمنٹ روم میں چلے جاتے ہیں البتہ وہ گاڑی میں بیٹھکر چرٹ ضرور پیتے ہیں۔ قواعد کی رو سے ہم کو گاڑی میں تمباکو نہیں پینا چاہیئے۔ اگر پئیں تو دیگر مسافروں کی اجازت

حاصل کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر کوئی یورپین مسافر ہم سے پوچھے بغیر چرٹ یا تمباکو پینے لگ جائے تو اس بات کو برداشت کیجئے اور اُس کے گلے کا ہار نہ ہو جائیے۔ ورنہ اندیشہ فساد ہوتا ہے ✦

اکثر اس قسم کے وقوعے سیکنڈ کلاس یعنی درجہ دویم میں ہوتے ہیں مگر اوّل درجہ میں چونکہ اعلےٰ رتبہ کے یوروپین بیٹھتے ہیں وہ اس قسم کی حرکت نہیں کرتے۔ لیکن دیسیوں کو چاہئیے کہ اعتراض اور عتاب سے اجتناب کریں اور سفر میں متحمل اور بردبار بنے رہیں ✦

ریل کے کمرے میں پان کھانا اور حقہ پینا شروع کرنے سے پہلے مناسب یہ ہے کہ ہم اپنے ہم سفر صاحبان کی اجازت لے لیویں۔ بارہا دیکھا گیا ہے کہ رات کے سفر میں جن کو زیادہ حقہ پینے کی عادت ہے وہ بہت کم سوتے ہیں بار بار اُٹھتے ہیں۔ دھجیاں جلا کر آگ بناتے ہیں چونکہ رات کے وقت عموماً گاڑی کے دروازہ بند ہوتے ہیں۔ حقہ کے دھوئیں سے کمرے کی ہوا خراب ہو جاتی ہے۔ حقہ کی آواز سے ہمارا ہم سفر صاحبان جاگ اُٹھتے ہیں اور اُنہیں سخت تکلیف ہوتی ہے۔ جب انسان بے آرام ہوتا ہے تو اُس کو ضرور غصہ آتا ہے۔ اور غصہ کی حالت میں اگر کوئی دست درازی کر بیٹھے۔ تو کچھ عجب نہیں ہے۔ پس ہم کو چاہئیے کہ حتے المقدور رات کو ریل میں دیگر مسافروں کو بے آرام نہ کریں۔ سفر میں چرٹ اور سگرٹ پر اکتفا کرنا چاہیئے۔ یورپین مسافر دیسی مٹھائی پسند نہیں کرتے۔ مگر ہم دیسیوں کا دستور ہے کہ جب گاڑی میں بیٹھتے ہیں تو خواہ اشتہا ہو یا نہ ہو۔ خوانچہ والے کو بُلا کر پوریاں اور کچوریاں ضرور مول لیتے ہیں۔ اور اُن کو کھا کر پتّے اندر ہی پھینک دیتے ہیں جس سے جھٹ

مکھیاں آکر بھن بھنانے لگتی ہیں۔ نفیس مزاج مسافر بہت دق ہوتے ہیں
یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ جب تک ہم نے پورا کمرہ اپنے لئے مخصوص نہ
کرا لیا ہو۔ تب تک دوسرے مسافروں کے روبرو عموماً اور لیڈیوں کی موجودگی
میں خصوصاً جسم کا کوئی حصہ برہنہ نہ ہونے دینا چاہئے۔ بالائی کوٹ یا چغہ
اُتار کر کھونٹی سے لٹکا سکتے ہیں۔ لیکن قمیص اُتارنا اور باہیں ننگی کرنا یا
چھوٹی دھوتی باندھ کر بیٹھنا سخت ممنوع ہے۔ اگر ہم کو کسی کھڑکی کے
کھولنے یا بند کرنے کی ضرورت ہو۔ تو جو مسافر اُس کھڑکی کے پاس بیٹھا
ہو اُس سے ضرور ہم کو اجازت حاصل کر لینی چاہئے۔ اگر کمرے میں جگہ
کم ہو۔ اور ہم پہلے سے بیٹھے ہیں۔ ہمارے بعد کوئی لیڈی آجاوے تو
مناسب یہ ہے کہ ہم اُٹھ بیٹھیں اور اپنی جگہ لیڈی کے لئے خالی کر دیں +

دخانی جہاز کے سفر میں بھی یہ تمام ہدایات ملحوظ خاطر رہنی چاہئیں
ذرا ذرا سی بات پر ناراض ہو کر کپتان کے پاس بار بار شکایت نہیں کرنی چاہئے
اگر دیسی مٹھائی ہم ساتھ لے گئے ہیں تو اس کو کھانا کھانے کے کمرے
میں یورپین مسافروں کے روبرو نہ کھانا چاہئے۔ بلکہ اپنے کمرہ میں جب
وقت چاہیں استعمال کریں۔ جہاز میں مختلف کمروں کے ہوادان باہم پیوستہ
ہوتے ہیں اگر ہم اپنے کمرے میں بیٹھ کر دُھواں دھار حقہ اُڑائیں گے
تو اُس کا دھواں ضرور دوسرے مسافروں کے کمروں میں جاوے گا
اور اُن کی طبیعت بدمزہ ہوگی۔ پس ہم کو لازم ہے کہ ایسی جگہ بیٹھ کر حقہ پئیں
جہاں سے دُھواں پہنچ کر دوسرے مسافروں کو بدمزہ اور بے آرام نہ کرے
اگر اہل جہاز میں کچھ تنازعہ ہو۔ تو ہم کو ہرگز مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔ اپنے
کام سے کام رکھیں +

ہم کو چاہیئے کہ ہم کسی ہوٹل یا ڈاک بنگلہ میں اُتریں تو وہاں کے قواعد اور ضوابط کو اچھی طرح معلوم کر لیویں اور اُن پر عمل کریں۔ اور احتیاط رکھیں کہ کہیں کمرے میلے نہ ہو جاویں۔ دری یا قالینوں یا دیواروں پر تھوکنا اور پان کی پیک ڈالنی بہت معیوب ہے۔

اگر ہم ڈاک بنگلہ میں فروکش ہوں تو ہم کو چاہیئے کہ وہاں کے ملازموں سے با اخلاق و خندہ پیشانی پیش آویں۔ بعض ہم دیسیوں کا دستور ہے کہ جب ہوٹل میں اُترتے ہیں تو اپنا رعب داب جمانے کے لئے خدمتگاروں اور خانساماں سے نہایت تندی اور بدمزاجی سے پیش آتے ہیں۔ لیکن اس حرکت سے بجائے اس کے کہ ہمارا رعب قایم ہو۔ اور خدمتگار ہم سے ڈریں وہ ہمارے دشمن ہو کر جہاں تک ہو سکتا ہے بے آرام کرتے ہیں۔

ہوٹل میں اُتر کر ہم کو اختیار ہے۔ چاہے اپنے کمرے میں کھانا تناول کریں خواہ عام کھانا کھانے کے کمرے میں دیگر مسافروں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ اگر عام کھانا کھانے کے کمرے میں جانا ہے تو ہم بعض اوقات وہاں جا کر دیکھیں گے کہ چند چوکیاں میز کے ساتھ اس طرح پہ لگی ہوئی ہیں کہ ان کا وہ حصہ جن پر انسان بیٹھتا ہے۔ میز کے نیچے چھپا ہوا ہے۔ ہم کو چاہیئے کہ ان کرسیوں پر نہ بیٹھیں۔ کیونکہ یہ اوروں کے لئے مخصوص ہوتی ہیں۔ جب ہم کمرے میں داخل ہوں تو وہاں جاتے ہی جو چوکی خالی دیکھیں اُس پہ نہ بیٹھیں بلکہ خانساماں کو بلا کر دریافت کرلیں وہ ہم کو بتا دے گا کہ ہمارے لئے کونسی جگہ مقرر کی گئی ہے۔

ہوٹل میں چونکہ ہم کسی کے مہمان نہیں ہوتے۔ اس لئے جو چیز ہم کو پسند آئے کھائیں۔ اور جو کھانا ناپسند ہو اس کو واپس کر دیں۔ کھانا کھاتے وقت ہم اپنے ہم نشین پڑوسی سے خواہ وہ اجنبی ہو گفتگو کر سکتے ہیں۔

لیکن اگر ہمارے پڑوس میں لیڈی بیٹھی ہو تو ہم کو پہل نہ کرنی چاہئے جس وقت وہ بات کرے پھر جواب دینا چاہئے ؛

باب ہشتم

آداب بزم مناکحت

چونکہ دیسیوں کا ارتباط یورپین صاحبان سے آج کل بڑھتا جاتا ہے اب دیسی بھی شادی بیاہ کے موقع پر بعض اوقات مدعو کئے جاتے ہیں پس لازم ہے کہ آداب فعل شادی کا کچھ تذکرہ بھی اس کتاب میں درج کیا جائے ؛

انگریزوں کا دستور ہے کہ شادی کے موقع پر عموماً شادی سے تین ہفتہ اور بعض اوقات دو ہفتہ پہلے رقعہ دعوت جاری کرتے ہیں۔ اور آج کل رواج ہوگیا ہے کہ جن کی طرف رقعہ دعوت آئے۔ وہ دولہا یا دلہن کو تحائف بھیجتے ہیں۔ اگر شادی سے صرف ایک آدھ دن پہلے ہمارے نام رقعہ دعوت آئے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ ہم کو تحفہ بھیجنا ضروری نہیں ہے لیکن اس صورت میں بھی اگر ہم بھیجدیں تو کچھ ہرج نہیں ہے۔ جو تحفہ ہم نے بھیجنا ہو وہ تاریخ وصولی رقعہ دعوت سے تاریخ نکاح تک کسی وقت پر ہم بھیج سکتے ہیں اگر شادی ہونے سے کسی وجہ خاص کے باعث رہ جائے تو جملہ تحائف ہر یک دوست کو واپس کردئے جاتے

ہیں۔ تحفہ کے ساتھ خط لکھنے کا دستور نہیں ہے۔ ایک کارڈ پر یا سفید کاغذ کے ٹکڑہ پر یہ الفاظ لکھنی چاہئیں۔ پورا نام۔ نیک دعاؤں کے ساتھ اور اس کارڈ یا کاغذ کے ٹکڑے کو اُس تحفہ کے ساتھ آویزاں کرنا چاہیئے۔ جس وقت ہمارا تحفہ شادی والے کو پہنچیگا تو وہ ہمکو رسید وصولی بھیج دے گا +

تحایف شادی مختلف اقسام کے ہوتے ہیں۔ ہم تمثیلاً چند نام درج کرتے ہیں۔ کوئی عمدہ سامان آرائش۔ میوہ کھانے کے برتن۔ چھری کانٹے۔ چاہ استعمال کرنے کا سیٹ۔ کھانا کھانے کی میز کا سامان۔ کلاک لمپ۔ چلمن۔ البم تصویریں رکھنے کے لئے۔ لکھنے کے بکس۔ قلمدان چاندی کے برتن وغیرہ +

تحفہ ہمیشہ بیش قیمت اور خوبصورت ہونا چاہیئے تاکہ تحفہ دینے والے کی عظمت اور نیک خواہش اس سے ظاہر ہو۔ بعض لوگ لیڈیوں کو گلدستے اور جنٹلمینوں کو شکار مثلاً مرغابی۔ تیتر۔ بٹیر وغیرہ بطور تحفہ بھیج دیتے ہیں اور اس قسم کے تحایف بھیجنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ جب ہم تحفہ بھیجیں تو اس بات کے امیدوار نہ رہیں کہ ہم کو اس کا معاوضہ ملے گا۔ اور تحفہ بھیج کر اس کو ہرگز ہرگز زبان پر نہ لائیں۔ تحفہ بھیجنے کے وقت نہ اُس کی قیمت کو بڑھانا چاہیئے نہ گھٹانا چاہیئے۔ چپ چاپ تحفہ بھیج دیویں۔ اور دکھاوے سے پرہیز کریں +

رقعہ دعوت شادی یا تو روپہلی کاغذ پر یا سفید روپہلی کنارہ دار کاغذ پر چھاپا جاتا ہے۔ اور لفافہ اسکا بھی اُسی قسم کے کاغذ کا ہوتا ہے۔ جب رقعہ آئے تو اُس کا جواب ہم کو فوراً دینا چاہیئے۔ اگر کسی وجہ سے ہم گرجا میں نہیں جا سکتے۔ لیکن بعد ازاں مکان پر شامل محفل ہو سکتے ہیں تو بھی اطلاع

دینی چاہئیے کہ ہمیں دعوت منظور ہے۔ لیکن جواب منظوری میں اس بات کا ذکر کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے کہ ہم گرجا میں نہیں آئینگے +
اگر ہم نے گرجا میں جانا ہے تو پابندی وقت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اور ہمیشہ دُلہن سے پہلے گرجا میں پہنچ جانا چاہئیے۔ اگر دُلہن کے بعد ہم گرجا میں جائینگے۔ تو لوگ ہم کو بے تمیز اور بے سلیقہ سمجھیں گے۔ گرجا میں داخل ہو کر سب سے اگلی قطار کی کرسیوں پر نہ بیٹھنا چاہئیے کیونکہ یہ کرسیاں دُلہا اور دُلہن کے رشتہ داروں کے لئے مخصوص ہوتی ہیں۔ جس وقت دُلہن اور اُس کی سہیلیاں آئیں تو کھڑا ہو جانا چاہئیے۔ اور جب بعد از نکاح پادری کے پیچھے پیچھے دُلہن اور دولہا اور دُلہن کی سہیلیاں ممبر پر سے اُتر کر دوسرے کمرے میں رجسٹر پر دستخط کرنے کے لئے جانے لگیں۔ تو پھر کھڑا ہو جانا چاہئیے اور جب تک وہ اس کمرے سے باہر نہ نکلیں۔ اپنی جگہ پر یا تو کھڑا رہنا چاہئیے یا بیٹھ جانا چاہئیے۔ لیکن گرجا سے باہر جانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئیے۔ سب سے پہلے دُلہن اور دولہا اپنی گاڑی پر سوار ہوتے ہیں۔ اور اُن کے بعد دُلہن کے والدین یا اور قریبی رشتہ دار۔ جس وقت یہ لوگ چلے جاویں۔ تو پھر مہمانوں کو اختیار ہے کہ وہ بھی اپنی اپنی گاڑی پر سوار ہو کر روانہ ہوں۔ لیکن گرجا سے سیدھا اپنے گھر کو نہیں جانا چاہئیے۔ پہلے دُلہن کے باپ کے مکان پر یا جہاں دُلہن مقیم ہو جانا چاہئیے۔ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ دُلہن کے گھر پہنچنے کے بعد ہم وہاں پہنچیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم یہ جتانے کیلئے کہ ہمارا گھوڑا بڑا سبک خیز اور صبا رفتار ہے دُلہن سے پہلے ہی اس کے گھر پر جا وارد ہوں +
جب ہم دُلہن کے مکان پر پہنچیں تو ہم کو چاہئیے کہ سیدھا ڈرائنگ روم

یعنی ملاقات کے کمرے کا رخ کریں۔ آگے ہم دُلہن اور دولہا کو استقبال کے لئے موجود پائیں گے۔ دونوں سے باری باری ہاتھ ملانا چاہئیے۔ اور موُنہہ سے یہ الفاظ کہیں۔ میں آپ کو تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ کہ کر ہم آگے بڑھ جائیں تاکہ دوسرے مہمانوں کو بھی ہاتھ ملانے کا موقع ملے۔ اس کے بعد گھروالی (لیڈی آف دی ہوس) سے ملنا چاہئیے اور سلام ونیاز کے بعد برات کے جلوس اور انتظام کے متعلق چند تعریفی فقرے کہیں۔ مثلاً کیا اچھا نظارہ تھا۔ یا شکر ہے سب کام ٹھیک ہو گئے لیکن اگر گھروالی دُلہن کی والدہ ہے تو اُس کو یہ کہنا کہ آپ کو مبارک ہو بدتمیزی میں داخل ہے چونکہ وہ اپنی بیٹی سے جدا ہوتی ہے اس لئے بجائے اس کے کہ ہم اُس کو مبارکباد دیویں اس سے اظہار ہمدردی۔ اور افسوس آنے والی مفارقت پر کرنا چاہئیے۔ اس موقع پر ہم کو اجازت ہے کہ دیگر مہمانوں سے گفتگو کریں۔ ساتھ کے کمرہ میں میوہ جات اور مٹھائیاں وغیرہ موجود ہوتی ہیں۔ اگر ہمارا جی چاہے تو چکھ سکتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد دُلہن دوسرے کمرے میں کپڑے بدلنے کے لئے چلی جاتی ہے۔ اور شہانہ جوڑا اتار کر سفری لباس زیب تن کرتی ہے۔ جب تک وہ نہ آئے اس کا انتظار کرنا چاہئیے اس کے آنے پر اُس سے رخصت طلب کریں اور پھر رخصت ہو جاویں۔ بعض اوقات یہ بھی دستور ہے کہ دولہا کے دوست اُس پر چاول پھینکتے ہیں۔ اور سلیپر جوتی لیکر آہستہ آہستہ اُس کو مارتے ہیں۔ دیسیوں کو چاہئیے کہ وہ اس جوتہ بازی میں شریک نہ ہوں +

باب نہم

دربار لیوی گارڈن پارٹی وغیرہ

دربار میں سب سے پہلے ہماری توجہ جس بات کی طرف ہونی چاہئیے وہ یہ ہے کہ ہمارا لباس درست ہو۔ خواہ انگریزی ہو یا دیسی۔ مگر انگریزی ہیئت ہمارے لئے موزون نہیں ہے۔ اگر دیسی صاحبان ہم سے دریافت کریں تو دربار کے موقعہ پر چونکہ ہم دیسی ہیں۔ ہماری رائے میں دیسی لباس نہایت موزون ہے۔ دربار میں لمبا کشمیری چغہ یا کمخواب کا لمبا چغہ اور سفید دستار اور کلاہ نہایت موزون ہیں۔ اگر ہم کو دیسی لباس سے نفرت ہے اور انگریزی لباس بہت پسند ہے تو کم سے کم سر پر انگریزی لباس کے ساتھ پگڑی بھی ضرور ہونی چاہئیے۔ اور دیسی خواہ انگریزی لباس کے ساتھ پیٹینٹ چمڑے کا لک دار بوٹ ہونا چاہئیے ورنہ دربار کے خیمہ میں جوتا اُتار کر جانا پڑے گا۔ بعض لوگ ڈوسن کی یا رویٹ اینڈ کو کی دوکان کا اعلےٰ درجہ کا بادامی بوٹ پہن کر اس خیال سے جاتے ہیں کہ انگریزی جوتا فرش پر جا سکتا ہے۔ مگر اخیر کار اُن کو اپنی غلطی معلوم ہو جاتی ہے۔ اصل میں دربار کے لئے صرف لک دار یعنے وارنش کے چمڑے کا بوٹ مخصوص ہے۔ اس کے علاوہ اگر سو روپیہ کا جوتا ہو گا وہ بھی اوتارنا پڑے گا ۔

دربار کے کمرہ میں تخت کے دست راست پر روُسا اور معززین

اور خاندانی درباریوں کے لئے چوکیاں بچھائی جاتی ہیں اور یہاں وہ لوگ درجہ وار بیٹھتے ہیں۔ جانب چپ عہدہ داران سرکاری کی کرسیاں ہوتی ہیں اور ان میں بھی درجہ اور رتبہ کا خیال ہوتا ہے +

دربار میں ہم کو وقت مقررہ سے پہلے ہمیشہ پہنچ جانا چاہئے۔ بعض لوگ جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر یا وایسرائے ہند کی تشریف آوری سے پہلے دربار میں نہیں پہنچتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن کو جگہ نہیں ملتی جس وقت چیف سکرٹری یا میر منشی ہم کو لاٹ صاحب کے روبرو پیش کرے تو اُس وقت سفید رومال پر ایک اشرفی رکھ کر اُن کے روبرو نذر کے طور پر پیش کرنی چاہئے۔ لاٹ صاحب اُس پر ہاتھ لگا دینگے۔ سلام کر کے پھر اپنی جگہ پر آبیٹھنا چاہئے۔ مگر اس بات کا خیال رہے۔ کہ جس راہ سے ہم آئے ہیں اُنہیں قدموں پر واپس نہ ہوں۔ مبادا ہمارا دھکا اُس شخص کو لگے جس نے ہمارے بعد پیش ہونا ہے۔ اشرفی پہلے ہی سے نکال رکھنی چاہئے۔ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ جس وقت لاٹ صاحب کے حضور میں کھڑے ہوتے ہیں۔ تو اُس وقت جیبوں میں ہاتھ مارنے لگتے ہیں۔ اور چونکہ جلدی میں انسان اکثر گھبرا جاتا ہے۔ اُس وقت جیب میں اشرفی نہیں ملتی۔ اور دیر لگ جاتی ہے +

جس وقت ہماری باری آئے تو نہایت ادب کے ساتھ اپنی جگہ سے اوٹھیں۔ نہ بہت جلدی کریں نہ دیر لگائیں۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ لاٹ صاحب کے روبرو جانا کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے انسان کے اوسان خطا ہو جائیں۔ فوجی افسران کو دربار میں مُہر یعنے اشرفی نذر کے طور پر دکھانی نہیں پڑتی۔ یہ افسران جب لاٹ صاحب کے حضور میں

جاتے ہیں۔ تو دو تین انچہ کے قریب تلوار نیام سے نکال کر معہ نیام ہاتھوں پر رکھ کر نذر کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ جب سب اشخاص پیش ہو چکتے ہیں تو پھر وہ لوگ پیش کئے جاتے ہیں جن کو کوئی خلعت یا خطاب ملنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد عطر اور پان تقسیم ہوتا ہے۔ اگر ہم کو پان دیا جائے۔ تو دربار میں بیٹھ کر ہرگز نہ چبانا چاہئیے۔ بلکہ اُس کو رومال میں رکھ لینا چاہئیے دربار کے کمرے میں کھانسنا یا پاؤں کو زور سے فرش پر مارنا یا بوٹ کو ہلا کر چر چر کی آواز پیدا کرنا اور بار بار کپڑوں کو ہلا کر کھڑ کھڑ کرنا سخت ممنوع ہے حتے المقدور یہ کوشش کرنی چاہئیے کہ کسی قسم کی آواز پیدا نہ ہو۔ اور ہم کرسیوں پر اس طرح چپ چاپ بیٹھے ہوئے نظر آئیں۔ جیسے ہم نہیں ہیں ہماری تصویر موجود ہے۔ جس وقت جناب لارڈ صاحب اپنی اسپیچ دیں اس وقت نہایت توجہ سے سننا چاہئیے۔ بعض اہل ہنود صاحبان جن کو چھوت کا خیال ہے دربار سے باہر نکلتے ہی پان وہیں پھینک دیتے ہیں۔ یہ حرکت خلاف تہذیب ہے۔ اگر پھینکنا ہی ہے تو اپنے گھر لے جائیں اور وہاں جا کر پھینک دیں۔ لیوی بھی ایک قسم کا دربار ہے۔ جب کبھی یہ دربار ہوتا ہے۔ تو اس کا اشتہار گورنمنٹ گزٹ میں قبل از وقت شایع ہو جاتا ہے۔ اس اشتہار میں جملہ ہدایات کہ کس قسم کا لباس ہو۔ اور کس طرح درباری ٹکٹ منگائیں۔ اور کس طرح شامل ہوں درج ہوتے ہیں۔ لباس کی ہدایت صرف انگریزی لباس والوں کے واسطے ہوتی ہے۔ جو لوگ دیسی لباس سے جانا چاہیں اُن کے واسطے وہ حکم نہیں ہوتا۔ اگر ہم کو کسی لیوی میں شریک ہونا ہے۔ تو ہم کو چاہئیے کہ اپنے نام کے دو کارڈ جن پر اپنا پورا نام اور عہدہ اور خطاب اگر کوئی ہو۔ درج ہوں۔ اپنے ہمراہ لے جاویں۔ ایک

کارڈ تو اس شخص کو دیدینا چاہیئے جو کارڈ لینے کے لئے گورنمنٹ ہاؤس کے دروازہ پر کھڑا رہتا ہے۔ دوسرا کارڈ اپنے پاس رکھیں اور حضور وائسرائے یا جناب لاٹ صاحب کے اُس محافظ کو دیدیویں۔ جو تخت کے پاس اُس وقت حضوری میں حاضر ہو۔ لیوی میں ہم کو دوشالہ اوڑھ کر یا گردن پر لمبا اونی گلوبند لپیٹ کر ہرگز نہ جانا چاہیئے اس قسم کا لباس سخت معیوب گنا جاتا ہے۔ اگر ہم پرائویٹ انٹری کے چیدہ آدمیوں میں سے ہیں۔ تو ہمارے واسطے علیحدہ دروازہ مخصوص ہوگا۔ اس دروازے میں سے داخل ہوکر وائسرائے کے روبرو جاویں اور سلام کریں اور اگر ہم عام درباریوں میں سے ہیں تو اُس دروازہ سے داخل ہوں جو عام درباریوں کے لئے مقرر ہے اس دروازہ سے جب ہم عام کمرے میں جائیں گے تو سکرٹری ہم کو اپنی باری پر وائسرائے کے حضور میں لے جائیگا اُس وقت وہ دوسرا کارڈ جو ہمارے پاس ہے۔ محافظ کو دیدیوینگے۔ وہ ملٹری سکرٹری کو وہ کارڈ دیدے گا۔ جو اُس کارڈ سے ہمارا نام بآواز بلند پڑھے گا۔ اس موقع پر ہمیں چاہیئے کہ جُھک جائیں اور سلام کرکے اس طرح پر کہ ہماری پشت وائسرائے کی طرف نہ ہو۔ دوسری طرف گذر جائیں ؎

باب دہم

آداب بزم رقص و سرود و ایوننگ پارٹی وغیرہ

دیسی جنٹلمین بہت کم محفل رقص و سرود میں مدعو کئے جاتے ہیں۔ لیکن اب

ہندوستان میں بہت سے لوگ ایسے موجود ہیں جو انگریزی سوسائٹی میں ہمیشہ شریک ہوتے ہیں اجنہوں نے انگریزی عادات اور طرز معاشرت کو اختیار کر لیا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ آداب بزم رقص و سرود کا بھی مختصر ذکر اس موقع پر کیا جائے +

اگر ہم کو محفل رقص و سرود میں بلایا جائے تو بیشک شامل محفل ہوں مگر جب تک رقص کے قواعد سے کما حقہ واقفیت نہ ہو تو ہم کو ہرگز رقص کرنے کی جرأت نہ کرنی چاہئے۔ خیال رکھنا چاہئے کہ اہل یورپ کا رقص ایک خاص قسم کا ہوتا ہے اس کے سمجھنے اور سیکھنے کے لئے مشق اور خاص قابلیت درکار ہے +

محفل رقص اہل یورپ میں عموماً ساڑھے نو بجے رات کے شروع ہوتی ہے لیکن تاوقتیکہ شریک رقص نہ ہونا ہو۔ پابندی وقت کا اس محفل میں لحاظ نہیں ہوتا۔ ہم دیر سے بھی اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ جب ہم محفل رقص میں جائیں۔ دائیں بائیں رہیں۔ ہم کو اختیار ہے کہ چوکی پر بیٹھ کر مہمانوں سے باتیں کریں۔ لیکن رقص کرنے والوں کے درمیان آکر کھڑے ہونا نہ چاہئے۔ ایوننگ پارٹی یا ایٹ ہوم یا محفل رقص میں ہمیشہ شام کا لباس زیب تن کرنا چاہئے +

رقص کے کمرے کے ساتھ ہی دو چھوٹے چھوٹے کمرے ایک لیڈیوں کے لئے اور دوسرا جنٹلمینوں کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ لیڈیوں کے کمرے میں آئینہ وغیرہ سامان سنگار بھی ہونا چاہئے۔ مردانے کمرے میں بالائی کپڑے شال دوشالہ یا اورکوٹ وغیرہ چھوڑ جانا چاہئے +

اگر کوئی دیسی جلیل القدر عہدہ دار محفل رقص یا ایٹ ہوم یا ایوننگ

پارٹی کرنا چاہے توکم سے کم دو تین ہفتہ پہلے اُس کو ٹکٹ جاری کرنے چاہئیں۔ یہ کارڈ سنہری یا سیاہ حروف میں ہوتے ہیں عموماًان کارڈوں کے ایک کونہ پر ہم یہ حروف دیکھتے ہیں۔ آر۔ ایس۔ وی۔ پی اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو جواب دے سکتے ہیں۔ جلیل القدر مہمانوں کا استقبال میزبان کو ہمیشہ دروازہ مکان پر کرنا چاہئیے جس وقت رفیع الشان مہمان میزبان سے ہاتھ ملائیں۔ تو اُس کو چاہئیے کہ جھک جائے۔ اگر ایسے جلسہ میں ہم کسی ایسے شخص سے ملاقات کرنی چاہتے ہیں۔ جس سے پہلے ہماری ملاقات نہیں ہے۔ تو میزبان یا اس کی اہلیہ صاحبہ سے درخواست کریں کہ وہ ملاقات کرادیں۔ ایسے جلسوں میں ایک بات کا اور بھی لحاظ رکھنا چاہئیے۔ کہ اگر ہماری ملاقات کسی بڑے آدمی سے ہے اور وہ بھی اس جلسہ میں شریک ہے۔ تو ہم کو خواہ مخواہ اس کے گلے کا ہار نہیں بننا چاہئیے۔ ہم چپکے بیٹھے رہیں یا کھڑے رہیں۔ جیسا موقع ہو۔ بلکہ ایسی شائستگی سے ہم ایسے معزز شخص کو موقع دیویں کہ وہ خود ہی ہم کو شناخت کرے اور بلائے اور باتیں کرے۔ اگر ہم میزبان ہیں اور ہم نے ایسے دو مہمانوں کی آپس میں ملاقات کرانی ہے جن کی آپس میں پہلے سے جان پہچان نہیں ہے۔ تو ہم کو چاہئیے کہ پہلے ایک کا نام پوچھیں۔ اول اس کا جو دونوں میں کم رتبہ ہو۔ اگر لیڈی اور جنٹلمین کی ملاقات کرانی ہو تو جنٹلمین خواہ کتنا ہی عالی رتبہ ہو۔ پہلے اُس کا نام۔ اور پیچھے لیڈی کا نام آنا چاہئیے۔ جس وقت میزبان ملاقات کرادے تو دونوں مہمان ایک دوسرے سے یہ کہینگے ہاؤ ڈو یو ڈو۔ جس کے معنے ہیں۔ مزاج کیسا ہے اگر ایک کہے ہاؤ ڈو یو ڈو تو دوسرے کو بھی یہ فقرہ دوہرانا چاہئیے۔ اس فقرہ کے جواب میں تھینکس

یا میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں - یا اچھا ہوں - ہرگز نہیں کہنا چاہیئے - اگر ہماری کسی سے کچھ رنجش ہے اور ہمارا میزبان یا اُس کی اہلیہ نادانستہ ہماری اُس سے ملاقات کرائے تو ہم کو ہاتھ ملانے کی ضرورت نہیں ہے صرف سروں کو جھکا دینا - اور زیادہ گفتگو سے اجتناب کافی ہے +

اگر ایسے موقع پر وایسرائے یا لفٹنٹ گورنر یا کوئی اور جلیل القدر سرکاری عہدہ دار موجود ہوں تو خواہ مخواہ اُن کے سامنے ہم کو آگے بڑھ بڑھ کر نہیں بیٹھنا چاہیئے - اور ایسے بلند آواز سے سرگوشیاں نکریں کہ وہ ہماری طرف متوجہ ہو جائیں - جب ایسے جلسہ کے موقعہ پر ہم کسی کے ہاں مہمان ہو کر جائیں تو ہم کو چاہیئے - پہلے میزبان کی اہلیہ سے اور پھر میزبان سے ہاتھ ملائیں - اس کے بعد بیک محفل ہو کر جسسے چاہیں ملیں اور باتیں کریں +

ایسے موقعوں پر بعض ہم دیسیوں میں ایسا دستور بھی ہے کہ جب حکام سے ملتے ہیں تو اُن سے دفتر یا بندوبست کے متعلق گفتگو چھیڑ دیتے ہیں - اس قسم کی گفتگو سراسر خلاف محل ہوتی ہے - یہ جلسے تفریح کے لئے ہوتے ہیں ایسے موقع پر ایسی گفتگو سے اہل یوروپ سنجیدہ خاطر ہو جاتے ہیں اور واقعی یہ حرکت غیر مہذبانہ ہے +

ایوینگ پارٹیوں وغیرہ میں اکثر میزوں پر مہمانوں کے لئے موسمی میوہ جات اور مٹھائی چنی ہوتی ہے - یہ محض بغرض تفریح خاطر مہمانان کے ہے ہم کو چاہیئے کہ کسی کسی وقت ٹہلتے ہوئے اُدھر سے گذریں - اور کوئی تھوڑی سی شئے لیکر چکھ لیں - اگر پیاس لگی ہے تو لیمونیڈ وغیرہ پی لیں - نہ کہ بے صبر ہو کر بھوکوں کی طرح ان چیزوں پر جا پڑیں - کیونکہ ایسے حرکات خلاف

تہذیب ہیں ٭

یاد رکھنا چاہئیے کہ یورپین سوسائٹی میں لیڈیوں کی بہت عزت ہے اگر
کسی لیڈی کا پنکھا یا رومال اُس کے ہاتھ سے گر پڑے تو خواہ وہ لیڈی
ہماری واقف ہو یا نہ ہو۔ فوراً اٹھا کر ادب کے ساتھ اُس کے حوالہ کر دی
جائے۔ لیڈی کو خود اُٹھانے کی تکلیف کا موقع نہیں دینا چاہئیے۔ اگر
وہ لیڈی کسی کرسی کو اپنی طرف کرنا چاہے تو اس کا مطلب سمجھ کر خود کرسی
آگے کر دو۔ ایسی پارٹیوں میں بلند آواز سے قہقہ لگانا سخت ممنوع ہے
عموماً گیارہ بجے تک اس قسم کے جلسے رہتے ہیں۔ لیکن جب تک سب
سے اعلےٰ رتبہ کی لیڈی اور اگر لیڈیاں موجود نہ ہوں تو سب سے اعلےٰ رتبہ
کا جنٹلمین رخصت نہ ہو لے ہم کو گھر جانے میں پیشدستی نہ کرنی چاہئیے۔
جاتی دفعہ میزبان کی اہلیہ اور میزبان سے ہاتھ ملاؤ۔ تمام حاضرین سے ہاتھ
ملانے کی ضرورت نہیں ہے۔ چلتے ہوئے میزبان یا اُس کی اہلیہ سے یہ
کہنا کہ بہت اچھی شام گزری جایز ہے ٭

گارڈن پارٹی بھی اسی طرح سے ہوتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ وہ باغ میں
کھُلی ہوا میں دیجاتی ہیں۔ وہاں بھی انہی آداب کا لحاظ رکھنا چاہئیے اور
پھرتے چلتے رہنا چاہئیے۔ بڑے حاکم یا میزبان کے گرد حلقہ نہیں باندھ
لینا چاہئیے۔ ایک دوسرے کو ملنے کا موقعہ دینا ضروری ہوتا ہے ٭



باب یازدہم

چند ضروری مراتب

جو باتیں یورپین سوسائٹی میں معیوب سمجھی جاتی ہیں اُن کا فرداً فرداً اس موقع پر ذکر کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا خصوصًا جبکہ ہمارے دیسی صاحبان کو ایسی سوسائٹیوں میں شریک ہونے کا اتفاق ہوتا ہے +

(الف) پان کا استعمال ہندوستان میں تو کیا پنجاب میں بھی کثرت سے ہوتا ہے۔ جب ہم دیسی کسی دیسی کے ہاں ملاقات کو جاتے ہیں تو سب سے پہلے پان کی تواضع ہوتی ہے اس میں شک نہیں کہ پان کھانے میں کئی فواید ہیں۔ اور بعض قوموں میں پان کا استعمال نیک شگون متصور ہوتا ہے۔ لیکن یورپین سوسائٹی میں پان یا سپاری یا الائچی کا چبانا بہت بُرا سمجھا جاتا ہے۔ جب ہم کسی یورپین جنٹلمین یا لیڈی کی ملاقات کو جائیں۔ تو ہرگز پان مونہہ میں نہ رکھیں۔ اگر ہم نے پان کھایا ہوا ہے تو اچھی طرح سے مونہہ صاف کر لیں۔ کلی کر کے ملاقات کریں +

(ب) دیسی اقسام کے عطر بہت عمدہ چیز ہیں اور دل و دماغ کو اُن سے تقویت ہوتی ہے۔ لیکن دیسی عطر کا استعمال یورپین مذاق کے بالکل خلاف ہے۔ یورپین صاحبان لیونڈر اور انگریزی سینٹ کو پسند کرتے ہیں۔ اور عطر کو خواہ وہ کسی قسم کا ہو ہرگز پسند نہیں کرتے۔ بلکہ بعض اوقات تو لیڈیاں دیسی عطر کی تیز خوشبو کو برداشت نہیں کر سکتیں۔ اور اُنہیں دردِ سر کی شکایت ہو

جاتی ہے۔پس یہ نہایت ضروری امر ہے کہ جب کسی یورپین یا لیڈی کی ملاقات کو جائیں۔تو کان میں عطر کا پھاہا نہ رکھیں۔اور ہرگز ہرگز عطر میں بس کر ملاقات کے کمرے میں قدم نہ رکھیں۔عطر کا استعمال انگریزی سوسائٹیوں میں پان سے بڑھ کر ممنوع ہے +

انگریزی لیونڈر یا عمدہ ہلکی خوشبو کا رومال میں لگانا جایز ہے۔لیکن سب سے بہتر تو یہ ہے کہ ملاقات کے وقت دیسی اصحاب نہ عطر کا استعمال کریں نہ لیونڈر اور سنٹ کا +

(ج) بعض لوگوں کا دستور ہے کہ جب تھوکنے لگتے ہیں تو آنس تھوو اس اس زور سے کرتے ہیں کہ بلا مبالغہ سو سو قدم تک آواز جاتی ہے۔یورپین جنٹلمین اور لیڈیاں اس طرح پہ گلا صاف کرنے کو یا بینی پاک کرنے کو نہایت ہی برا سمجھتے ہیں۔پس جب ہم کو یورپین سوسائٹی میں ایسی ضرورت پیش آئے تو ایسی جگہ چلا جانا چاہئیے جہاں سے یہ دماغ خراش آواز لیڈیوں اور جنٹلمینوں کے کان تک نہ پہنچ سکے +

ہچکی لینا یا بلند آواز سے آروغ یدن کا صیغہ گردانتا یا نسوار ناک میں چڑھانا یا انگلیوں سے ناک پکڑ کر صاف کرنا سخت ممنوع ہے +

اکثر لوگ جب کھانا کھا چکتے ہیں تو اس طرح ڈکار لیتے ہیں جیسے کسی مزے دار شئے کے چٹخارے لے رہے ہیں اور خلال سے دانت کرید کرید کر دیکھنے والوں کا دل برا کرتے جاتے ہیں۔یہ حرکت یورپین صاحبان کو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔یورپین سوسائٹی میں ان باتوں سے قطعی اجتناب لازم ہے۔جب کبھی ہم کسی یورپین کی ملاقات کو جائیں تو جیب میں صاف رومال ضرور رکھ لیں چغہ کے دامن یا کرتہ کے کونہ سے مونہہ پونچھنا یا آنکھ

صاف کرنا معیوب ہے +

(د) ملاقات کے وقت کرسی پر بیٹھ کر پاؤں ہلانا یا مونچھوں کو تاؤ دینا یا کان میں قلم ڈالنا یا پنسل مونہہ میں پکڑنا یا چوکی پر جھولے کی طرح جھولنا یا بات کرتے ہوئے جھومنا یا اکڑ کر چلنا یا بات کرنے میں مونہہ سے تھوک اڑانا معیوب ہے۔ جب ہم کسی یورپین جنٹلمین کے سامنے بیٹھیں تو ان باتوں کا ضرور خیال رکھیں اور ہمیشہ وہ مضمون چھیڑیں جس سے میزبان کو دلچسپی ہو

(ہ) انگریزی سوسائٹی میں سرگوشی کرنا۔ گنگنانا۔ سیٹی بجانا۔ بلند قہقہہ مارنا۔ ہنستے ہوئے بتیس دانت دکھانا نہایت عیب کی بات ہے۔ اگر ہم کو ہنسی آئے تو بیشک ہنسیں مگر نہ اس قدر کہ دیوار قہقہہ بن جائیں۔ ہنسی میں مونہہ پر دونوں ہاتھ نہ رکھنے چاہئیں۔ مونہہ کھول کر جمائی نہ لینا چاہئے بہتر ہو کہ ایسے موقعہ پر مونہہ پر رومال رکھ لیں۔ بعض لوگ باتیں کرتے جاتے ہیں اور دانتوں سے ناخن کترتے جاتے ہیں۔ یہ حرکت بہت فضول ہے۔ جب دو آدمی آپس میں باتیں کر رہے ہوں تو ان کے پاس بیٹھ کر بلند آواز سے اخبار پڑھنا یا کسی کتاب کا مطالعہ اس طرح پر کرنا کہ ان کو آواز پہنچے معیوب ہے +

(و) بعض دلیسیوں کا دستور ہے کہ جب ہم یورپین صاحبان سے گفتگو کرتے ہیں تو اپنی قابلیت جتانے کے لئے خواہ مخواہ تلمیحات اور استعاروں سے کام لیتے ہیں۔ اور بعض اوقات وہ الفاظ استعمال کرتے ہیں جو انگلستان کے ان پڑھ اور جاہل دہقان بولتے ہیں۔ جہانتک ممکن ہو سکے مختصر اور پر معنے الفاظ میں گفتگو کرنی چاہئے۔ چھوٹے چھوٹے الفاظ میں غلطی کا بہت کم احتمال ہوتا ہے۔ اور کسی قسم کی غلط فہمی پیدا نہیں ہوتی۔ بعض لوگ

باتیں کرتے جاتے ہیں۔ اور ہر بات کے اخیر میں قسمیں کھاتے ہیں یہ پرلے درجہ کی نادانی ہے +

(ز) ہم دیسی لوگوں کو چاہئے کہ جب کسی یورپین سے گفتگو کر رہے ہوں اور گفتگو کے درمیان کسی اور انگریز کا ذکر آجائے تو اس کا پورا نام لیں۔ مثلاً اگر شخص معلوم کا نام براؤن ہے تو خالی براون نہ کہیں۔ بلکہ مسٹر براون۔ یا سر براؤن یالارڈ۔ غرضیکہ جیسا موقعہ ہو مخاطب کریں +

(ح) یورپین سوسائٹی میں جسم کے بعض حصص کا نام لینا معیوب ہے البتہ ڈاکٹر یا طبیب سے تو عالم مجبوری میں گفتگو کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ عام لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے یہ لوگ معدہ یا پیٹ یا ناف وغیرہ اعضاء جسم کا کنایتاً ذکر کرتے ہیں۔ علانیہ نام نہیں لیتے۔ خصوصاً لیڈیوں کی محفل میں ان اعضاء جسم کا نام لینا تو پرلے درجہ کی نادانی ہے۔ اور جو شخص اس قاعدہ کو مدنظر نہ رکھے اُس کو وہ مہذب نہیں سمجھتے +

یہ لوگ بعض بیماریوں کا نام لینا بھی خلاف تہذیب سمجھتے ہیں۔ مثلاً عام طور پر بدہضمی۔ پیچش۔ اسقاط۔ بواسیر۔ وضع حمل وغیرہ۔ ازیں قبیل امراض کا نام نہیں لیتے۔ اور اگر لیڈیاں موجود ہوں تو قطعی ان کا ذکر نہیں کرتے۔ ہم دیسیوں کو چاہئے کہ جب کسی یورپین سے ملاقات کریں تو حتے المقدور ہنگام گفتگو مضامین متعلق حفظان صحت سے پرہیز کریں کیونکہ یہ الفاظ ایسی گفتگو میں خواہ مخواہ استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ پسینہ کا لفظ بھی لیڈیوں کے روبرو استعمال نہیں کرنا چاہئے

(ط) اگر ہم کو کسی گارڈن پارٹی یا مجلس میں جانے کا اتفاق ہو تو چند دوستوں کو اکٹھا کر کے لیڈیوں کی طرف دیکھنا اور گھورنا پرلے درجہ کی حماقت

ہے اگر کہیں سے گذرنا ہو۔ اور وہاں بھیڑ بھاڑ ہو تو اس طرح سے نہ گذرنا چاہیئے کہ لوگوں کو دھکے لگیں یا تکلیف ہو۔ بلکہ نہایت آہستہ سے یہ الفاظ کہتے ہوئے گذرنا چاہیئے۔ کہ براہ مہربانی مجھے گذرنے کی اجازت دیجئے۔ تکلیف معاف فرمائیے۔ آپ کو تکلیف ہوئی +

(ی) کسی کا خط پڑھنا یا کسی کا راز معلوم کرنے کی کوشش کرنا۔ یا کسی شخص کی اجازت بغیر اُس کا رسالہ یا کتاب دیکھنا یا دزدیدہ نگاہ سے کتاب کا نام دریافت کرنے کی سعی کرنا۔ یا بغیر پوچھے کسی کی کتاب کو اُٹھا کر پڑھنے لگ جانا۔ انگریزی سوسائٹی میں سخت معیوب ہے +

اگر کسی میں کوئی بات خلاف معمول دیکھیں تو ہرگز اُس کو انگشت نما نہ کریں۔ بلکہ ہمیشہ کم گو متحمل اور اپنے کام سے کام رکھنے والے بننے کی کوشش کریں +

کسی سے جب تک بے تکلفی نہ ہو۔ کچھ مانگنا یا قرضہ طلب کرنا سخت ممنوع ہے۔ کسی کو یہ لکھنا کہ میرا کرایہ ادا کر دو۔ یا میری تعلیم کے اخراجات کے ذمہ وار ہو۔ یا کسی منیجر اخبار سے مفت اخبار مانگنا۔ یا کسی مصنف سے اس کی تصنیف کردہ کتاب بلا ادائے قیمت طلب کرنا پرلے درجہ کا اوچھا خیال ہے۔ جہاں تک ہو سکے اپنی لاتوں پر کھڑے ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور ہرگز ہرگز اپنے آپ کو اوروں کا محتاج نہ بناویں۔ اگر قرضہ کی ضرورت ہے۔ تو صرف ان لوگوں سے مانگنا چاہیئے جو ہمارے نہایت بے تکلف دوست ہیں۔ اور ان سے بھی اس شرط پر کہ جب ہمارے ہاتھ میں روپیہ آئے تو فوراً قرضہ بیباق کر دیویں۔ کتابیں عاریتاً لینا بھی بُرا دستور ہے اور یورپین سوسائیٹی میں بُری نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ اول

توکتاب کسی سے عاریتاً نہیں لینا چاہئے۔ اگر لیویں تو جلد واپس کرنے کی کوشش کرنی چاہئے +

(ک) لباس فاخرہ بیشک ہو۔ مگر گوٹا کناری پہننا بے قفل کنجیوں کا گچھہ ازاربند میں لٹکانا۔ چھبیلا بنکر ادھر ادھر ٹہلنا۔ سرخ اور گلنار کوٹ اور اچکنیں بدن پہ سجانا۔ سر کے بالوں میں تیل کی بوتلیں اونڈیلنا۔ موم کی پٹی جمانا۔ ہاتھوں میں مہندی لگانا یورپین سوسائٹی کو ہرگز پسند نہیں ہے +

زیور عورتوں کے لئے مخصوص ہیں۔ کانوں میں بالے یا مرکیاں۔ گلے میں کنٹھے۔ ہاتھوں میں کڑے۔ اور انگلیوں میں کثرت سے چھلے اور انگوٹھیاں یورپین سوسائٹی کی نگاہوں میں مکروہ سمجھی جاتی ہیں۔ مگر ایک انگوٹھی کا مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن جھوٹی مالمعے یا گلٹ کے زیور نہایت معیوب سمجھے جاتے ہیں۔ انگریزی سوسائٹی میں اگر کوئی زیور جنٹلمین پہنتے ہیں تو وہ صرف بٹن ہیں یا نکٹائی کی پن ہے +

